ربیع الاول 1444ھ | اکتوبر 2022ء

ماہنامہ خواتین

جلد: 01 | شمارہ: 12

ویب ایڈیشن

وسیلے کی برکت سے آنکھیں روشن ہو گئیں

صحابیِ رسول حضرتِ عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! دعا فرمائیں کہ اللہ پاک میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹا دے! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دعا کروں یا رہنے دوں (یعنی دعا کروانا چاہو گے یا صبر کرلو گے) عرض کی: یارسولَ اللہ! بینائی سے محرومی میرے لئے باعثِ دشواری ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جاؤ وضو کرو اور پھر دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو!

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّیْ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ یَّكْشِفَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ۔“

ترجمہ: ”اے اللہ پاک! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں اپنے نبی محمد مصطفےٰ، نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے سے متوجہ ہوں، یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ میری بینائی پر پڑے پردے کو ہٹا دے، اے اللہ میرے حق میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سفارش اور میری گزارش قبول فرما۔ (راوی کہتے ہیں) کہ وہ نابینا شخص (یہ عمل کرکے) واپس ہوئے تو ان کی بینائی سے پردہ ہٹ چکا تھا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی، 6/169، حدیث:10496)

قبولیتِ دُعا کا وظیفہ

حضرت فضالہ ابنِ عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی پھر دعا کی: الٰہی مجھے بخش دے اور رحم کر، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے نمازی تو نے جلدی کی، جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کے شایانِ شان اس کی حمد بیان کر اور مجھ پر درود بھیج پھر اللہ سے دعا کر۔ اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی پھر اللہ کی حمد اور نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر درود بھیجا تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے نمازی دعا مانگ قبول ہوگی۔

(ترمذی، 5/291، حدیث:3487)

Contents

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

سلسلہ حمد و نعت

مناجات

درد اپنا دے اس قدر یارب

درد اپنا دے اس قدر یارب
نہ پڑے چین عمر بھر یارب
ورد میرا ہو تیرا کلمۂ پاک
جب کہ دنیا سے ہو سفر یارب
تیرے محبوب کا میں واصف ہوں
دے زباں میں مری اثر یارب
جان نکلے تو اس طرح نکلے
تیرے در پر ہو میرا سر یارب
سختیوں سے مجھے بچا لینا
رکھنا رحمت کی تو نظر یارب
میرے سینے کو اپنی اُلفت سے
بطفیلِ حبیب بھر یارب
قادری ہے جمیل اے غفّار
سب گنہ اس کے عفو کر یارب

از: مداحُ الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

قبالۂ بخشش، ص102

نعت

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں
ہیں وجد میں آج ڈالیاں کیوں یہ رقص پتوں کو کیوں ہے شاید
بہار آئی یہ مُژدہ لائی کہ حق کے محبوب آ رہے ہیں
نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیعُ الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں
شبِ ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابو لہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں
زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں اُنہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں
حبیبِ حق ہیں خدا کی نعمت بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزمِ مولیٰ سجا رہے ہیں
پھنسا ہے بحرِ الم میں بیڑا، پئے خدا ناخدا سہارا
اکیلا سالکؔ ہیں سب مخالف، ہمومِ دنیا ستا رہے ہیں

از: حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ

دیوانِ سالک، ص37

احترامِ مسلم

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

گزشتہ ماہنامے میں ایذائے مسلم سے متعلق آپ نے پڑھا، اب احترامِ مسلم کے متعلق جانئے

مسلمان کی عزت و حرمت کا پاس رکھنا اور اسے ہر طرح کے نقصان سے بچانے کی کوشش کرنا اِحترامِ مسلم کہلاتا ہے۔[1] اِحترامِ مسلم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں ہر مسلمان کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے اور بلا اجازتِ شرعی کسی بھی مسلمان کی دل شکنی نہ کی جائے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی کسی مسلمان کا دل نہ دکھایا، نہ کسی پر طنز کیا، نہ کسی کا مذاق اُڑایا، نہ کسی کو دُھتکارا، نہ کبھی کسی کی بے عزتی کی بلکہ ہر ایک کو سینے سے لگایا۔ یہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تو ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بھی احترامِ مسلم ہی کی تلقین کی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ نے کعبۂ معظّمہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: تو خود اور تیری فضا کتنی اچھی ہے، تو کس قدر عظمت والا ہے اور تیری حرمت (یعنی عزّت) کیسی عظیم ہے، اُس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اللہ پاک کے نزدیک مؤمن کی جان و مال اور اُس سے اچھا گُمان رکھنے کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔[2] اسی بات کا اظہار اپنے آخری حج کے موقع پر یوں فرمایا کہ تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینا اور تمہارا یہ شہر محترم ہے۔[3]

اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جس قدر ایک دوسرے کا احترام کرنے اور حقوق کا خیال رکھنے کا درس دیا ہے، کسی اور مذہب میں نہیں، بلکہ ایک فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔[4] اور قرآنِ کریم میں ہے:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ (پ5، النساء: 36) ترجمۂ کنز الایمان: اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔

تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے کہ اسی میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، ساداتِ کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودّت (پیار و محبت) و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت (دفاع) اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دُعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں۔[5] چنانچہ والدین و دیگر ذوی الارحام یعنی جن کے ساتھ خونی رشتہ ہو درجہ بدرجہ معاشرے میں سب سے زیادہ احترام و حُسنِ سلوک کے حق دار ہوتے ہیں، مگر افسوس! اس کی طرف اب دھیان کم دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ عوام کے سامنے اگرچہ انتہائی ملنسار گردانے جاتے ہیں مگر گھر میں خصوصاً والدین کے حق میں نہایت ہی تُند مزاج و بد اخلاق ہوتے ہیں۔ ایسوں کی توجہ کیلئے عرض ہے کہ سرکارِ دو عالَم

صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ماں باپ کو ستانے والے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں نہ جائے گا۔[6] حالانکہ اسلام میں تو والدین کے ساتھ ساتھ دیگر خاندان والوں اور بھائی بہنوں کے حفظِ مراتب کا بھی خیال رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، یعنی والد صاحب کے بعد دادا جان اور بڑے بھائی کا رتبہ ہے کہ بڑا بھائی والد کی جگہ ہوتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے والد کا حق اولاد پر۔[7] اسی طرح دیگر تمام رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے متعلق حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ پاک اس کی عمر دراز فرمائے، اس کے رزق میں فراخی ہو اور بُری موت دور ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ پاک سے ڈرتا رہے اور رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کرے۔[8]

اِحترامِ مسلم کا جذبہ پیدا کرنے کے 4 طریقے

(1) اِحترامِ مسلم کی فضیلت پر غور کیجیے: مسلمانوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا اور ان کا احترام کرنا بہت فضیلت کی بات ہے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ اسلامی رشتہ ہے جس کی وجہ سے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کرے، اس کی عزت کی حفاظت کرے اور ہمیشہ اس کی بے حرمتی سے بچتا رہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کی اللہ پاک قیامت کے دن اس سے جہنم کا عذاب دور فرما دے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝[9] (پ21، الروم:47)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔

(2) مسلمانوں کی بے عزتی کرنے کی وعیدات پر غور کیجیے: مسلمان کی بے عزتی اور دل آزاری کرنا بہت بُرا فعل ہے۔ ایک روایت میں ہے: سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے اور ان میں سب سے کم تر اپنی ماں سے بدکاری کرنے کی طرح ہے اور سود سے بڑھ کر گناہ مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔[10]

(3) حقوق العباد ادا کرنے کا ذہن بنائیے: حقوق العباد کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور ان کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اِحترامِ مسلم صحیح طور پر بجالانے کیلئے مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ ان حقوق میں والدین، بہن بھائی، رشتہ دار، پڑوسی، دوست و احباب کے حقوق بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی ان تمام حقوق کو ادا کرنے کا ذہن بنائے تو اس کے سبب اس کے دل میں اِحترامِ مسلم کا جذبہ بیدار ہو گا۔

(4) حُسنِ اخلاق اپنائیے: حُسنِ اخلاق ایسی صفت ہے جو اِحترامِ مسلم کی اصل ہے، کیونکہ حُسنِ اخلاق اچھائیوں کی جامع ہے۔ حُسنِ اخلاق سے متصف انسان ایثار، دل جوئی، سخاوت، بُردباری، تحمل مزاجی، ہمدردی، اُخوت و رواداری جیسی اعلیٰ صفات سے متصف ہوتا ہے اور یہ ہی وہ صفات ہیں جن سے انسان میں اِحترامِ مسلم کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔[11]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے تو اللہ پاک اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ جو شخص مسلمان سے کسی ایک تکلیف کو دور کر دے تو اللہ پاک قیامت کی تکالیف میں سے اس کی ایک تکلیف دور کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ پاک قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔[12]

---

(1) نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص291 (2) ابن ماجہ، 4/ 319، حدیث:3932 (3) بخاری، 1/ 577، حدیث: 1741 (4) ترمذی، 3/369، حدیث:1928 (5) نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص 292 (6) مجمع الزوائد، 8/ 270، حدیث:13432 (7) شعب الایمان، 6/ 210، حدیث:7929 (8) مستدرک، 5/ 222، حدیث:7362 (9) الترغیب والترہیب، 3/ 408، حدیث: 4371 (10) موسوعہ ابنِ ابی الدنیا، 7/ 125، حدیث:173 (11) نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، ص298 (12) بخاری، 2/ 162، حدیث:2442

اختلاطِ مردوزن

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو فرماتے سنا آپ مسجد سے نکل رہے تھے تو راستے میں مرد عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہوگئے تو عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے رہو! تمہیں یہ حق نہیں۔ کیونکہ تمہارے لیے بیچ راستہ میں چلنا مناسب نہیں۔ تم راستے کے کنارے اختیار کرو۔ پھر عورتیں دیواروں سے مل کر چلتی تھیں حتّٰی کہ ان کا کپڑا دیوار سے الجھتا تھا۔ [1]

شرحِ حدیث

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک کے اس حصے "تمہارے لیے بیچ راستے میں چلنا مناسب نہیں" کے تحت لکھتے ہیں: تم بیچ سڑک پر نہ چلا کرو، وہ مَردوں کے لیے چھوڑ دیا کرو کہ بیچ راہ میں چلیں۔ راستے کے کنارے پر تم چلا کرو تاکہ مَردوں سے مخلوط نہ ہو جایا کرو۔ [2]

یاد رہے! عورت "عورت" یعنی پردے میں رکھنے کی چیز ہے۔ لہٰذا عورت کو بلا حاجتِ شدیدہ گھر سے باہر نکلنا ہی نہیں چاہیے اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نکلنا بھی پڑے تو پردے کی تمام تر احتیاطوں کے ساتھ نکلے اور چلنے کا جو انداز حدیثِ مبارکہ میں بتایا گیا ہے اس پر عمل کرتے ہوئے راستے کے درمیان جہاں مردوں کی بھیڑ ہوتی ہے وہاں نہ چلیں بلکہ راستے کے کنارے کنارے چلیں۔

ہم عشقِ رسول کا دعویٰ تو کرتی ہیں لیکن افسوس! اس کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتیں۔ یاد رکھئے! محبت کا ایک اہم ترین تقاضا محبوب کی اطاعت بھی ہے۔ صرف زبان سے محبت کے دعوے کیے جانا اور اپنے عمل سے اس کا الٹ ثابت کرنا یہ حقیقی محبت نہیں۔ اصل محبت اور اطاعت تو وہ تھی کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صرف ایک بار عورتوں سے فرمایا کہ "پیچھے رہو! تم راستے کے درمیان سے نہیں گزر سکتیں" تو انہوں نے اس حکم کی ایسی تعمیل کی کہ اس کے بعد کوئی مسلمان بی بی راستے کے درمیان میں نہ چلتی تھی، بلکہ اگر راستہ خالی ہوتا تب بھی وہ کنارے پر ہی چلتیں اور اس قدر دیواروں سے لگ کر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جایا کرتے۔ آج ہمیں بھی چاہیے کہ راستوں کے کنارے پر ہی چلیں کہ یہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم ہے۔

کیا شرعی احتیاطیں اور پردہ صرف صحابیات کے لیے تھا؟ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تو صحابیات تھیں جن کے اندر اطاعتِ رسول کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، لہٰذا وہ اس قدر احتیاط کرتی تھیں ہم تو بہت گناہ گار ہیں ہم بھلا ان کی طرح کیسے ہو سکتی ہیں!

تو عرض ہے کہ دین کے احکام ہمارے لیے بھی وہی ہیں جو صحابیات کے لیے تھے اور جس قدر شرعی احکام پر عمل کی ضرورت اُس دور میں تھی اس سے کہیں زیادہ ضرورت موجودہ زمانے میں ہے۔ اگرچہ ہم صحابیات کی طرح تو نہیں ہو سکتیں لیکن ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش تو کر سکتی ہیں!

صحابیات نے مشکل حالات میں بھی شریعت کا دامن نہ چھوڑا، جبکہ ہم عام حالات میں بھی غیر شرعی کام کرنے اور فرامینِ رسول کو پسِ پشت ڈالنے سے باز نہیں آتیں۔ صحابیات نے تو اپنے شوہر بھائی بیٹے شہید کروا کر بھی حکمِ رسول کی پاسداری نبھائی، جبکہ آج ہم اس قدر آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہتی ہیں کہ "ہم سے پردہ نہیں ہوتا، ہم سے ناجائز

فیشن نہیں چھوٹتا، نماز کا ٹائم نہیں ملتا، فرض روزے نہیں رکھے جاتے، تلاوت نہیں ہوتی، منگیتر وغیرہ نا محرم سے باتیں کرنا نہیں چھوڑ سکتیں وغیرہ" یقیناً یہ محرومی کی بات ہے۔

آج ہماری بعض عورتوں کا حال یہ ہے کہ ضرورت نہ ہو جب بھی مردوں کی بھیڑ میں گھستی چلی جاتی ہیں اور یہ تک نہیں دیکھتیں کہ ان کا بدن نامحرم کے بدن سے مَس ہو رہا ہے۔ ایسے مناظر اب تو عام ہیں۔ اس کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

1۔ بارہویں شریف اور یومِ آزادی وغیرہ کے موقع پر کئی خواتین چراغاں اور جلوسِ میلاد دیکھنے کے لئے بے پردہ باہر نکلتی ہوئی مَردوں کے ہجوم میں جا گھستی ہیں۔

2۔ عموماً بازاروں اور شاپنگ مالز میں مرد عورتوں کا خلط ملط ہونا عام ہے۔ بالخصوص رمضان کے آخری دس دن اور خصوصاً چاند رات کو بازاروں میں مَردوں عورتوں کا خوب اختلاط ہوتا ہے۔

3۔ کہیں امدادی رقم یا سامان، راشن یا لنگر تقسیم ہو رہا ہو تو بعض خواتین وہاں بھی مَردوں کے درمیان گھسنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس بات کی ذرہ برابر بھی پروا نہیں کرتیں کہ ان کا بدن کن کن نامحرموں سے مس ہو رہا ہے۔

4۔ یوں ہی بسوں، ویگنوں اور رکشوں وغیرہ میں بھی مردوں عورتوں کے شانے اور گھٹنے آپس میں ٹکرا رہے ہوتے ہیں۔

5۔ شادی بیاہ کی رسومات میں بھی خواتین کا مختلف جائز و ناجائز رسموں میں اختلاط ہوتا ہے مثلاً دولہا عورتوں کے ہجوم میں آکر بیٹھتا ہے اور نامحرم لڑکیاں دولہے کے ساتھ چھیڑ خوانی کرتی ہیں۔ یوں ہی دودھ پلائی، جوتا چھپائی، مہندی وغیرہ رسموں میں بھی مَردوں عورتوں کا خوب اختلاط ہوتا ہے۔

6۔ بسا اوقات شادی بیاہ کی تقریبات وغیرہ میں کھانا کھلتے وقت بھی مردوں عورتوں کا اختلاط دیکھنے میں آتا ہے۔

7۔ جلسے جلوسوں، ریلیوں اور احتجاجی مظاہروں وغیرہ میں بھی کچھ اسی طرح کی صورتِ حال دیکھنے میں آتی ہے۔

8۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ حج اور عمرہ کے بابرکت موقع پر بھی اس معاملے میں بے احتیاطی ہی کی جاتی ہے اور طواف وسعی وغیرہ کرتے ہوئے عورتیں مردوں کے درمیان گھستی چلی جاتی ہیں۔ حجرِ اسود کا بوسہ لینا مستحب ہے لیکن اسے گویا کہ فرض سمجھتے ہوئے عورتیں مَردوں کے ہجوم میں گھستی چلی جاتی ہیں۔

الغرض نادان خواتین مردوں کے ساتھ اختلاط کے مختلف انداز اختیار کر کے فتنوں کے دروازے کھولتی ہیں۔

اختلاط سے بچنے کے لیے کیا کریں: ان سب خرافات اور فتنوں سے بچنے کے لیے عورتوں کو چاہیے کہ وہ ایسے طریقے اختیار کریں جن سے اختلاط سے حتّی الامکان بچا جا سکے۔ مثلاً شاپنگ وغیرہ کے لیے کسی محرم کو بھیجا جائے۔ اگر خود جانا پڑے تو ایسے اوقات کا انتخاب کیا جائے جن میں رش کم ہو جیسے رمضان کی شاپنگ رمضان سے پہلے ہی کر لی جائے۔ اسی طرح جشنِ چراغاں وغیرہ دیکھنے کے لیے خواتین ہرگز نہ جائیں۔ جیسا کہ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ بھی فرماتے ہیں: ہم عورتوں کو منع کرتے ہیں کہ وہ جشنِ ولادت کا چَراغاں دیکھنے کے لئے نہ نکلا کریں کہ اِس طرح مَردوں کے ساتھ بالکل Mix ہونے (یعنی ملنے) کا خطرہ رہتا ہے، یوں بے پردگی اور بدنگاہی جیسے گناہوں کا بھی دروازہ کُھلتا ہے۔ اِس لئے سب عورتیں "اسلامی بہنیں" بن جائیں اور چَراغاں یا جُلوس وغیرہ دیکھنے کے لئے نہ نکلا کریں۔ جشنِ ولادت چار دیواری کے اندر منائیں۔[3] راشن یا لنگر وغیرہ کی تقسیم کے وقت بھی ہجوم میں نہ گھسیں بلکہ عورتوں کی الگ قطار میں کھڑی ہوں، مل جائے تو شکر ادا کریں، نہ ملے تو صبر کریں اور واپس لوٹ جائیں۔ شادی بیاہ وغیرہ میں ایسی رسومات میں شرکت کرنے سے بچیں جن میں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ اللہ کریم ہماری خواتین کو ہر معاملے میں شرعی احکام کی پاسداری کرتے ہوئے اِطاعتِ رسول کی عظیم نعمت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

1 ابو داود، 4/470، حدیث: 5272 2 مراۃ المناجیح، 6/388 3 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، قسط 78: دل نرم کرنے کے نسخے، ص5

روزِ قیامت

(قسط چہارم)

زمین کی کیفیت

گزشتہ سے پیوستہ: سابقہ اقساط میں آخرت پر ایمان سے متعلق باتیں بیان ہوئیں اور قیامت کے دن کی مقدار کا تذکرہ ہوا، اب زمین کی کیفیت سے متعلق کچھ باتیں پیش ہیں۔ چنانچہ،

یاد رکھئے! زمین کے متعلق قرآنِ کریم میں جو کچھ مذکور ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ سب حق ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث میں زمین کی مختلف کیفیات و احوال کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً قرآنِ پاک میں ایک مقام پر ہے: وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (پ24، الزمر:67) ترجمۂ کنز العرفان: اور قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضے میں ہوگی۔ یعنی اس دن کوئی بھی زمین کے کسی بھی حصے پر اس کی ظاہری ملکیت کا دعویٰ نہ کر سکے گا۔[1] یہی مفہوم بخاری شریف کی ایک روایت میں کچھ یوں بیان ہوا ہے کہ قیامت کے دن زمینوں کو لپیٹ کر اللہ پاک اپنے دستِ قدرت میں لے گا اور فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟[2] یہاں لپیٹنے سے مراد چلے جانا اور ختم ہو جانا ہے۔[3] جبکہ ایک مقام پر یہ ارشاد ہوا ہے: اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا (پ30، الفجر:21) ترجمۂ کنز العرفان: جب زمین ٹکرا کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔ ایسا پہلے نفخہ کے وقت ہوگا۔[4] مگر دوسرے نفخہ کے بعد زمین کی کیفیت و حالت کیا ہو گی، اس کے متعلق ایک مقام پر ہے: وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ (پ30، الانشقاق:3) ترجمۂ کنز العرفان: اور جب زمین کو دراز کر دیا جائے گا۔ یعنی زمین کی وسعت میں روزِ قیامت اضافہ کر دیا جائے گا، خواہ زمین کو پھیلا کر اضافہ کیا جائے یا اس کی لمبائی چوڑائی کو بڑھا دیا جائے۔ اضافہ اس لئے کیا جائے گا کیونکہ اس دن اس زمین میں ساری مخلوق حساب کے لئے کھڑی کی جائے گی۔[5]

ایک روایت میں بھی ہے: روزِ قیامت زمین کو خوب پھیلا دیا جائے گا اور ہر فرد کے لئے اتنی ہی جگہ ہو گی جس پر وہ اپنے قدم رکھ سکے۔[6] ایک روایت میں ہے کہ زمین کو اس طرح بچھا دیا جائے گا جیسے کھال کو بچھاتے ہیں اور اس کی وسعت میں خوب اضافہ کر دیا جائے گا۔[7] یہ وسعت کیسی ہو گی اسکے متعلق کچھ یوں وضاحت ملتی ہے: فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ لَّا تَرٰى فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا (پ16، طٰہٰ:106-107) ترجمۂ کنز العرفان: تو زمین کو ہموار چٹیل میدان بنا چھوڑے گا، تو اس میں کوئی ناہمواری دیکھے گا اور نہ اونچائی۔ یعنی قیامت کے دن زمین ایسی ہموار ہو گی کہ اس میں پستی اور اونچائی بالکل نہ ہو گی۔[8] جیسا کہ ایک روایت میں بھی ہے کہ قیامت کے دن لوگ ایک چٹیل میدان میں کھڑے کئے جائیں گے جو ہر قسم کے درختوں، اونچے نیچے ٹیلوں اور عمارتوں سے پاک ہو گا۔[9] بہارِ شریعت میں ہے کہ قیامت کے دِن زمین ایسی ہموار ہو گی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے گا۔[10]

اس دن زمین دنیا کی زمین جیسی نہیں ہو گی جیسا کہ منقول ہے: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (پ13، ابراہیم:48) ترجمۂ کنز العرفان: جس دن زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا۔

زمین کی اس تبدیلی کے متعلق مختلف روایات و اقوال مروی ہیں: مثلاً ☆ اس زمین کو لپیٹ دیا جائے گا اور اس کے پہلو میں دوسری زمین بچھا دی جائے گی۔ ☆ بہارِ شریعت میں ہے اُس دن زمین تانبے کی ہو گی۔[11] ☆ زمین کو آگ سے بدل دیا جائے گا۔[12] ☆ زمین کو ایسی زمین سے بدلا جائے گا جو چاندی کی طرح سفید ہو گی، اس میں نہ تو حرام خون بہایا گیا

ہو گا اور نہ اس زمین پر کوئی گناہ ہوا ہو گا۔[13] ☆وہ زمین چاندی کی ہو گی۔[14] ☆بروزِ قیامت لوگوں کا حشر سرخی مائل سفید چٹیل زمین پر ہو گا جو آٹے کی صاف روٹی کے مانند ہو گی۔[15] ☆لوگ قیامت کے دن اس سفید زمین میں جمع کئے جائیں گے جو میدے کی روٹی کی طرح ہے جس میں کسی کے لئے کوئی آڑ نہ ہو گی۔[16] ☆زمین ایک روٹی کی طرح ہو گی، جنتیوں کی مہمانی کے لیے اللہ پاک اسے اپنے دستِ قدرت سے پلٹے گا۔[17] یہاں مہمانی سے وہ اشیا مراد ہیں جو کھانا شروع کرنے سے قبل مہمانوں کو پیش کی جاتی ہیں۔[18]

مذکورہ احادیث اور آثار وغیرہ کی وجہ سے بزرگانِ دین میں یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا اس زمین کی حقیقت ہی بدل جائے گی یا پھر اس کی صفات تبدیل ہوں گی؟ چنانچہ تفسیرِ خازن میں ہے کہ ایک قول کے مطابق زمین کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے، مثلاً زمین ایک سطح ہو جائے گی، نہ اس پر پہاڑ باقی رہیں گے نہ بلند ٹیلے نہ گہرے غار، نہ درخت نہ عمارت نہ کسی بستی اور اقلیم کا نشان۔ یہ تبدیلی اوصاف کی ہے ذات کی نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین کی ذات ہی بدل دی جائے گی، اس زمین کی جگہ ایک دوسری چاندی کی زمین ہو گی، سفید و صاف ہو گی جس پر نہ کبھی خون بہایا گیا ہو گا نہ گناہ کیا گیا ہو گا۔ یہ دونوں اقوال اگرچہ بظاہر ایک دوسرے کے مخالف لگ رہے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہے وہ اس طرح کہ پہلی مرتبہ زمین کی صفات تبدیل ہوں گی اور دوسری مرتبہ حساب کے بعد دوسری تبدیلی ہو گی۔ اس میں زمین کی ذات ہی بدل جائے گی۔[19] لیکن امام سیوطی نے البدور السافرہ میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت ابن ابوحمزہ نے زمین کی حقیقت بدلنے کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اشارہ فرمایا ہے کہ دنیاوی زمین تھر تھرائے گی اور ختم ہو جائے گی اور حشر کے لیے نئی زمین بنائی جائے گی کیونکہ وہ دن عدل اور حق کے ظہور کا ہو گا تو حکمت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ عدل و انصاف ایسی سرزمین میں ہو جو گناہوں اور ظلم سے پاک صاف ہو اور اس لیے بھی کہ اللہ پاک کی اپنے ایمان دار بندوں پر تجلی ایسی زمین پر ہو جو اس کی عظمت کے لائق ہو۔ جبکہ امام ابن حجر رحمۃُ اللہِ علیہ بیان کرتے ہیں: مذکورہ روایات و آثار میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ دنیاوی زمین کے بیان کردہ اوصاف کی تبدیلی کے بعد لوگوں کو جھڑکتے ہوئے محشر کی زمین کی طرف جمع کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ وہ احادیث جن میں سے بعض میں زمین کا روٹی بننا، بعض میں غبار بن جانا اور بعض میں آگ بن جانا آیا ہے ان میں بھی باہم منافات نہیں ہے کیونکہ ان تمام ہی احادیث کے درمیان تطبیق کرنا ممکن ہے، وہ یوں کہ زمین کا بعض حصّہ روٹی، بعض غبار اور بعض حصّہ آگ ہو جائے گا اور جو حصّہ آگ بنے گا حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق وہ سمندر کی زمین ہو گی۔[20]

امام طبری رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب التذکرہ میں مذکورہ اقوال و آثار وغیرہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بظاہر یوں لگتا ہے کہ قیامت کے دن زمین کی کیفیت اور حالتوں میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ زمین میں دو مرتبہ تغیر و تبدل واقع ہو گا۔ پہلی مرتبہ اللہ پاک زمین کی صفات کو بدل دے گا اور یہ بے ہوشی کے لیے صور پھونکنے سے قبل ہو گا۔ اس تبدیلی میں آسمان کے ستارے جھڑ کر گر جائیں گے، چاند سورج بے نور ہو جائیں گے، سمندر آتش کدے بن جائیں گے، زمین ایک کنارے سے دوسرے تک پھٹ جائے گی۔ پھر جب بے ہوشی کا صور پھونکا جائے گا تو زمین کو دباغت شدہ کھال کی طرح پھیلا کر پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا، اس پر قبریں ہوں گی زمین کی پشت پر اور اس کے پیٹ میں انسان ہوں گے۔ دوسری تبدیلی اس وقت ہو گی جب لوگ محشر میں کھڑے ہوں گے، اس بدلی ہوئی زمین کا نام الساھرہ ہو گا، اس پر لوگ بیٹھ جائیں گے اور وہ زمین سفید چاندی کی ہو گی جس پر کبھی کوئی حرام خون ریزی کی گئی ہو گی

نہ اس پر کوئی ظلم ہوا ہو گا۔[21] زمین کی اسی تبدیلی کے متعلق نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی تھی کہ اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت لوگ پل صراط پر کھڑے ہوں گے۔[22]

امام طبری رحمۃُ اللہِ علیہ مزید فرماتے ہیں: زمین کی تبدیلی کے وقت جب لوگ پل صراط پر کھڑے ہوں گے تو اس وقت پل صراط پر تل دھرنے کو جگہ نہ ہو گی، اگرچہ پل صراط بہت بڑا ہے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ پل صراط کے اوپر تک چڑھنے اور پھر نیچے اترنے کے لیے ایک ایک ہزار سال کی مسافت طے کرنی پڑے گی اور اسی طرح اس کی سطح پر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اگر کوئی جانا چاہے تو اسے بھی ہزار برس لگ جائیں مگر مخلوق اس سے بہت زیادہ ہو گی اور وہ اتنے بڑی جگہ پر بھی نہ آ سکے گی چنانچہ جو لوگ پل صراط پر کھڑے ہونے سے بچ جائیں گے وہ جہنم کی پشت پر قیام کریں گے۔ نیز وہ زمین جس کو ساھرہ کہا جاتا ہے پگھل کر جمی ہوئی چربی یا کسی دھات کی مانند ہو جائے گی۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ یہ زمین آگ کی ہو گی، اس پر کھڑے ہونے سے انسان پسینہ پسینہ ہو جائے گا، پھر جب ساھرہ نامی زمین پر لوگوں کا حساب کتاب ہو چکے گا اور وہ پل صراط پر آئیں گے تو جنتی لوگ پل صراط کے پار دوسری طرف چلے جائیں گے جبکہ دوزخی آگ میں جا پڑیں گے۔ جب جنتی لوگ انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے حوضوں پر پانی پی رہے ہوں گے تو اس وقت زمین کو سفید میدے کی روٹی بنا دیا جائے گا اور وہ اپنے پیروں کے نیچے سے روٹی کھائیں گے۔[23] حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کو قیامت کے طویل ترین دن بھوک کا عذاب نہیں دیا جائے گا، بلکہ اللہ پاک زمین کی فطرت کو بدل دے گا، یہاں تک کہ جب تک اللہ پاک چاہے گا مسلمان اس میں سے اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتا رہے گا۔[24] اس کے بعد جب جنت میں داخل ہوں گے تو اس وقت بھی ایک ہی روٹی ہو گی جس سے سارے جنتی کھائیں گے اور ساتھ سالن بیل اور مچھلی کی کلیجی کا تیار کیا ہو گا۔[25]

روزِ قیامت زمین اپنے خزانے اُگل دے گی: ارشادِ الٰہی ہے: وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَاۙ(۲) (پ30، الزلزال:2) ترجمۂ کنز العرفان: اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے گی۔ یہی مفہوم سورۃ الانشقاق میں یوں مذکور ہے: وَ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْۙ(۴) (پ30، الانشقاق:4) ترجمۂ کنز العرفان: اور جو کچھ اس میں ہے زمین اسے (باہر) ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ یعنی زمین اپنے پیٹ سے تمام مُردوں اور خزانوں کو باہر نکال دے گی اور یوں زمین خالی ہو جائے گی یعنی اس کے پیٹ میں کچھ باقی نہ بچے گا۔[26]

روزِ قیامت زمین گواہی دے گی: ارشادِ خداوندی ہے: یَوْمَىٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاۙ(۴) (پ30، الزلزال:4) ترجمۂ کنز العرفان: اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی۔ یعنی قیامت کے دن زمین لوگوں کے اعمال کی گواہ ہو گی جس نے اچھے کام کئے یا جس نے برے کام کئے سب کے بارے میں زمین بتا دے گی اس لئے زمین سے ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے: زمین سے محتاط رہو کہ یہ تمہاری اصل ہے اور جو کوئی اس پر اچھا یا برا عمل کرے گا یہ اس کی خبر دے گی۔[27]

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 8/502 (2) بخاری، 4/533، حدیث: 7382 (3) البدور السافرۃ، ص53 (4) تفسیر صراط الجنان، 10/671 (5) تفسیر رازی، 11/97 (6) مستدرک، 5/788، حدیث: 8742 (7) الزہد لابن مبارک، الجزء الثانی، ص101، حدیث: 353 (8) تفسیر جلالین، ص267 ملخصاً (9) مسلم، ص1149، حدیث: 7055 (10) بہار شریعت، 1/132 (11) بہار شریعت، 1/132 (12) التذکرۃ للقرطبی، ص185 (13) تفسیر طبری، 7/480، حدیث: 20946 (14) تفسیر طبری، 7/480، حدیث: 20948 (15) البدور السافرۃ، ص49 (16) بخاری، 4/252، حدیث: 6521 (17) بخاری، 4/252، حدیث: 6520 (18) البدور السافرۃ، ص50 (19) تفسیر خازن، 3/92 ملخصاً (20) البدور السافرۃ، ص53 (21) التذکرۃ للقرطبی، ص185 (22) مسلم، ص1150، حدیث: 7056 (23) التذکرۃ للقرطبی، ص186 (24) البدور السافرۃ، ص50 (25) التذکرۃ للقرطبی، ص186 (26) تفسیر رازی، 11/97 (27) معجم کبیر، 5/65، حدیث: 4596

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط:6)

کسریٰ کے محل کے برجوں کا گرنا اور آتش کدہ سرد ہونا: جس رات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے کسریٰ کا محل لرز اٹھا اور اس کے 14 برج (مینارے) گر گئے۔ ایران کا وہ آتش کدہ سرد ہو گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل دہک رہا تھا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور مجوسی عالم موبذان نے خواب میں دیکھا کہ طاقت ور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دریائے دجلہ عبور کرتے ہوئے انہیں ایران میں پھیلا دیا۔ صبح ہونے پر کسریٰ شاہِ ایران بڑا پریشان تھا مگر اس نے صبر کیا اور سوچا کہ اس بارے میں وزیروں وغیرہ سے مشورہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھتے ہی موبذان کو بلا کر کہا: موبذان! آج رات میرے محل کے 14 برج گر گئے ہیں اور ہزار سال سے مسلسل دہکنے والا آتش کدہ بھی بجھ گیا ہے! اس پر موبذان بولا: اے بادشاہ! میں نے بھی آج ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ کچھ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دجلہ عبور کروا کر انہیں ہمارے ملک میں پھیلا دیا۔ شاہ نے کہا: موبذان! اب بتاؤ کیا کیا جائے؟ موبذان علم میں ان سب کا امام تھا، کہنے لگا: عرب میں کوئی حادثہ ہوا ہے۔ کسریٰ نے اسی وقت (یمن کے فرماں روا) نعمان کو حکم بھیجا کہ اس کے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اس کے سوالات کا جواب دے سکے۔ چنانچہ نعمان نے فوراً عبد المسیح نامی ایک شخص کو بھیج دیا۔ جس سے شاہ ایران نے جب یہ پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرے سوالات کا جواب ہے تو وہ بولا: اگر مجھے علم ہوا تو جواب دوں گا ورنہ کسی علم والے کا راستہ بتاؤں گا جو جواب دے سکے۔ بادشاہ نے اسے سارا ماجرا سنایا تو وہ بولا: اس کا علم تو میرے ماموں سطیح کے پاس ہے جو شام کے ایک پہاڑ میں رہتا ہے۔ لہٰذا بادشاہ نے اسے وہاں بھیج دیا۔ جب وہ سطیح کے پاس پہنچا تو وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ عبد المسیح کی پکار پر سطیح نے سر اٹھایا اور یہ بتایا کہ ان ساسانیوں (شاہانِ فارس) سے اتنے ہی افراد بادشاہ بنیں گے جتنے برج گرے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ یہ کہہ کر سطیح مر گیا۔ پھر عبد المسیح نے واپس آکر کسریٰ کو سارا ماجرا سنایا تو وہ بولا: ہم میں سے 14 بادشاہوں کے گزرنے تک کچھ کا کچھ ہو چکا ہو گا (اس لئے کوئی فکر والی بات نہیں)۔ مگر کہتے ہیں کہ صرف 4 برس میں ان کے 10 بادشاہ گزر گئے اور باقی بھی یونہی جلد ختم ہو گئے۔[1]

حضور کی پیدائش کے وقت کی کہانی سیدہ آمنہ کی زبانی: جب حضور کی پیدائش کا وقت ہوا تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں گھر میں تنہا تھی، اس وقت میں نے ایک عظیم آواز سنی جس سے میں خوفزدہ ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید مرغ کا بازو میرے سینے کو مل رہا ہے تو میرا خوف وغیرہ جاتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک سفید شربت کا پیالہ لایا گیا، میں نے اسے پیا اور سکون و قرار حاصل ہوا۔ پھر میں نے نور کا ایک بلند مینار دیکھا، اس کے بعد اپنے پاس بلند قامت والی عورتیں دیکھیں جن کا قد عبد مناف کی لڑکیوں کی مانند کھجور کے درختوں کی طرح تھا۔ میں حیران ہوئی، یہ کہاں سے

آ گئیں، اس پر ان میں سے ایک بولی: میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں۔ دوسری نے بتایا کہ میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں حورِ عین ہیں۔ میرا حال بہت سخت ہو گیا اور ہر گھڑی عظیم سے عظیم تر آوازیں سنتی جس سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ اسی حالت کے دوران میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک پردہ سا کھینچ دیا گیا، پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی یہاں تک کہ میرا کمرہ ان سے بھر گیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔ اللہ پاک نے میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا اور میں نے مشارق و مغارب کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کے اوپر نصب ہے۔ آپ مزید حضور کی پیدائش کے متعلق فرماتی ہیں کہ جب وہ پیدا ہوئے تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے بڑی ہی عاجزی کے ساتھ رو رہے ہیں۔ پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جس نے انہیں میری نظروں سے چھپا دیا اور یہ آواز آئی کہ انہیں زمین کے مشارق و مغارب میں موجود تمام شہروں کی سیر کراؤ تاکہ وہاں کے رہنے والے ان کے اسم مبارک اور صورت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ یہ شرک کے آثار کو ختم کرنے والے ہیں۔[2]

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور کو لٹایا گیا تو انہوں نے ایک بہت بڑے نورانی بادل کو دیکھا جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور بازوؤں کے پھڑ پھڑانے اور لوگوں کے باتیں کرنے کی آوازیں سنیں یہاں تک کہ اس بادل نے حضور کو ڈھانپ لیا اور وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گئے، اس وقت انہوں نے کسی کو یہ کہتے سنا: حضور کو زمین کے جملہ گوشوں کی سیر کرواؤ اور جن و انس کی روحوں، فرشتوں، پرندوں اور چرندوں کو زیارت کراؤ۔ نیز ان کو حضرت آدم کے اخلاق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسمٰعیل کی زبان، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت موسیٰ کی شدت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی طاعت، حضرت یوشع کا جہاد، حضرت داود کا لحن اور آواز، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یحییٰ کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زہد کا پیکر، بلکہ تمام نبیوں کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو۔ اس کے بعد وہ بادل ہٹ گیا تو انہوں نے دیکھا کہ سبز ریشمی کپڑے میں حضور خوب لپٹے ہوئے ہیں اور چشمہ کی مانند اس حریر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے: ماشاء اللہ ماشاء اللہ! حضور کو تمام دنیا پر کس شان سے بھیجا گیا۔ دنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو آپ کی تابعِ فرمان نہ ہو۔ سب ہی کو آپ کے قبضۂ قدرت میں دیا گیا ہے، اس کے بعد جب سیدہ آمنہ نے حضور کو دیکھا تو گویا آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہے تھے اور آپ کے جسم اطہر سے مشک و عنبر کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ تین شخص کھڑے تھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک انگشتری نکالی جس سے دیکھنے والوں کی نظریں جھپک گئیں، پھر اسے 7 مرتبہ دھویا اور اس سے آپ کے شانوں کے درمیان مُہر لگائی اور حریر میں لپیٹ کر اٹھا لیا اور کچھ دیر اپنی آغوش میں لے کر ان کے سپرد کر دیا۔[3]

کعبہ جھومنے لگا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں کعبہ جھومنے لگا، وہ لگاتار تین دن رات تک پُرسکون نہ ہوا۔ یہ وہ پہلی علامت تھی جسے قریش نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ولادت کے وقت دیکھا تھا۔[4]

---

1 دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص78، حدیث: 82 2 مدارج النبوت مترجم، 2/30
3 مدارج النبوت مترجم، 2/31 4 السیرۃ النبویۃ، 1/50

12 ہزار کا لشکر تین دن تک بے ہوش رہا: شہر قدس سے مالک بن زعر حضرت یوسف علیہ السّلام کو لے کر جب عسقلان شہر کی طرف روانہ ہوا اور ان کی روانگی کی خبر وہاں کے حاکم کو پہنچی تو وہ اسی وقت 12 ہزار کا لشکر لے کر اس ارادے سے نکلا کہ حضرت یوسف کو مالک سے چھین لے، مگر جب ان کی نگاہ آپ علیہ السّلام پر پڑی تو وہ سب آپ کے حسن و جمال کی تاب نہ لا سکے اور گھوڑوں سے گر گئے اور اسی حالت میں لگاتار تین دن تک بے ہوش پڑے رہے۔[1]

شہر کا ہر شخص گویا کہ یوسف ہی تھا: جب حضرت یوسف علیہ السّلام عریس نامی شہر کے قریب پہنچے تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ پاک نے مجھ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں بنایا اور میری مثل کوئی نہیں، جب میں اس شہر میں جاؤں گا تو لوگ مجھے دیکھ کر حیران ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب آپ اس شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ہر شخص کی صورت آپ جیسی، بلکہ آپ سے زیادہ حسین ہے اور کوئی بھی آپ کی طرف متوجہ نہیں ہو رہا، ابھی حضرت یوسف علیہ السّلام یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کہ آپ نے یہ آواز سنی: اے یوسف! تم نے یہ کیسے خیال کر لیا کہ ہم نے تمہاری مثل کسی کو پیدا نہیں کیا، حالانکہ تمہاری مثل کونین میں بہت زیادہ مخلوق ہے۔ یہ سن کر آپ فوراً سجدہ ریز ہو گئے اور دل میں جو خیال آیا تھا اس سے معافی مانگی، اتنے میں آپ کو آواز آئی: اے یوسف! اب سر اٹھا کر دیکھو! اب پہلے جیسی حالت نہیں رہی۔ لہٰذا جب آپ علیہ السّلام نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ شوق سے آپ کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں گویا کہ آپ ان کی نظر میں مقرب فرشتہ ہوں۔[2]

سفر آخر ختم ہوا: مالک بن زعر دورانِ سفر حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات دیکھ کر حد درجہ حیران تھا، چونکہ وہ آپ کی حقیقت سے بخوبی آگاہ نہ تھا، لہٰذا ابھی تک آپ کو ایک ایسا غلام ہی سمجھ رہا تھا جس کی وجہ سے اس کی تقدیر بدلنے والی تھی۔ البتہ! وہ یہ بات سمجھ چکا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام اللہ پاک کے خاص بندے ہیں۔ چنانچہ،

جب قافلہ مصر کی حدود میں داخل ہوا تو وہ سوچنے لگا اب تو سفر ختم ہونے کو آیا ہے، راستے بھر میں نے جس بھی جگہ پڑاؤ کیا یا کوچ کیا، برابر حضرت یوسف علیہ السّلام کی برکتیں ظاہر ہوتی رہیں، صبح و شام فرشتے انہیں سلام کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ ان کے سر پر ہر وقت ایک سفید بادل سایہ کئے رہتا ہے، جس وقت یہ رکتے ہیں وہ بھی رک جاتا ہے۔ یہ سب یاد آیا تو اس نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے عرض کی: آپ بظاہر تو غلام ہیں مگر آپ کی عظمت و شان دیکھ کر میں حیران ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے اللہ پاک سے اولادِ نرینہ کی دعا کریں، کیونکہ میں ابھی تک اس دولت سے محروم ہوں۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے بعد میں اللہ پاک نے اسے 12 مرتبہ لگاتار جڑواں بیٹوں کی دولت سے مالا مال فرمایا۔[3]

(یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ چنانچہ مصر پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السّلام کے جو عجائبات و معجزات رونما ہوئے وہ اگلی اقساط میں ملاحظہ فرمائیے۔)

1 بحر المحبۃ، ص49 2 بحر المحبۃ، ص49 3 بحر المحبۃ، ص50

(41)

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **شفاعت:** سفارش۔ **جبین:** پیشانی۔ **سعادت:** نیک بختی۔

مفہومِ شعر: وہ مبارک ماتھا جس پہ شفاعتِ کبریٰ کا تاج سجایا گیا اس مبارک پیشانی پہ لاکھوں سلام۔

شرح: شفاعت کا سہرا رہا: میدانِ محشر میں نفسا نفسی کے عالَم میں کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہو گا، لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے کہ بارگاہِ خداوندی میں کوئی ان کی سفارش کر دے اور آخر کار شفاعت کا سہرا نبیوں کے تاجور اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سر پہ سجایا جائے گا اور یوں انہیں محشر کی گرمی و سختی اور ہولناکی سے نجات و راحت ملے گی۔ گویا کہ اعلیٰ حضرت نے یہاں اس مصرعہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یہ شان بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن حضور ہی کی شفاعت چلے گی۔

جبینِ سعادت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک کا حسن بھی کیا حسن تھا، حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کشادہ پیشانی والے تھے۔[1] جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَتٰی یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَہِیْمِ جَبِیْنُہٗ بَلَجَ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ یعنی جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی۔[2]

(42)

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بَھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **بھنویں:** ابرو۔ **لطافت:** نزاکت۔

مفہومِ شعر: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شبِ ولادت محرابِ کعبہ نے بھی جھک کر نذرانہ عقیدت پیش کیا، آپ کے حسن و جمال کی پاکیزگی و نزاکت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی: حضرت عبد المطلب سے منقول ہے کہ وہ شبِ ولادت کعبہ کے پاس تھے، آدھی رات کو دیکھتے ہیں کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف جھکا اور سجدہ کیا اور اس سے آواز آئی: اللہ اکبر، اللہ اکبر! یعنی اللہ بلند و بالا ہے وہ رب ہے محمد مصطفٰے کا۔ اب مجھے میرا رب بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک فرمائے گا۔[3] اس مصرعہ میں گویا اسی واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بَھووں کی لطافت: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محرابی شکل کی بھنویں بہت ہی خوبصورت تھیں۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ یہ خم دار، باریک، گھنی اور ایک دوسرے سے جدا تھیں، آپس میں ملی ہوئی نہ تھیں۔ مگر ایک روایت میں ہے کہ یہ آپس میں ملی ہوئی تھیں، ان کے درمیان فاصلہ نہ تھا۔ چنانچہ ان دونوں روایتوں میں تضاد نہیں، کیونکہ ممکن ہے جس نے جیسا دیکھا بیان کیا، اس لئے کہ دونوں بھنووں کے درمیان جو فاصلہ تھا وہ بہت معمولی سا تھا اس کو گہری نظر سے دیکھ کر ہی محسوس کیا جا سکتا تھا۔[4]

(43)

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مِژہ
ظُلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **سایہ افگن:** سایہ کیے ہوئے۔ **مژہ:** پلکیں۔ **ظلہ:** چھتری۔ **قصر:** محل۔

مفہومِ شعر: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک آنکھوں پہ چھتری کی طرح سایہ کرنے والی پلکوں پہ لاکھوں سلام گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک پلکیں رحمت کے محل پہ ایک نورانی چھتری ہیں۔

شرح: حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ کی چشمانِ مقدسہ سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔[5] حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پلکیں دراز تھیں۔[6] پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

دو ابرو قوس مثال دسن
جیں تو نوک مژہ دے تیر چھٹن

یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ابرو مبارک قوس کی مانند دکھائی دیتے ہیں جن میں سے پلکیں یوں نظر آتی ہیں جیسے کمان کے اندر سے تیر نکلتا ہے۔

(44)

اشکباریِ مژگاں پہ برسے درود
سِلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **مژگاں:** پلکیں۔ **سلک:** لڑی۔ **در:** موتی۔

مفہومِ شعر: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک پلکوں سے نکلنے والے آنسوؤں پر درود وہ آنسو جو شفاعت کے موتیوں کی لڑی ہیں ان پہ لاکھوں سلام۔

شرح: کئی روایات سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا خوفِ خدا اور غمِ اُمت میں رونا ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ تو اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم اس قدر روئے کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے، انہیں روتا سن کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی ان کے ساتھ رونے لگے اور آپ کے رونے کے باعث ہم بھی رونے لگے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا جو اللہ پاک کے ڈر سے رویا ہو۔[7]

حضرت عبد اللہ بن عَمْرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سورۂ ابراہیم کی 36 ویں اور سورۂ مائدہ کی 118 ویں آیت مبارکہ تلاوت فرمائیں کہ جن میں سے ایک میں حضرت ابراہیم کی دعا ہے: اے میرے رب بے شک بُتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ جبکہ دوسری میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی دعا کچھ یوں ہے: اگر تُو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اُمّتی اُمّتی۔ یہ فرمانا تھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ ربِّ کریم نے حضرتِ جبریل سے فرمایا: اے جبریل! میرے محبوب کے پاس جاؤ اور معلوم کرو کہ انہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں اپنی اُمّت کے غم میں رو رہا ہوں۔ حالانکہ اللہ پاک خوب جانتا ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! میرے محبوب سے عرض کر دو کہ عنقریب ہم آپ کو آپ کی اُمّت کے بارے میں راضی کریں گے اور اس معاملے میں ناراض نہ کریں گے۔[8]

---

1 شرح الزرقانی علی المواہب، 5/278 2 شرح الزرقانی علی المواہب، 5/278 3 مدارج النبوت مترجم، 2/32 4 سیرت حلبیہ، 4/467 5 دلائل النبوۃ، 1/213 6 سبل الہدیٰ والرشاد، 2/23 7 شعب الایمان، 1/489، حدیث: 798 8 مسلم، ص109، حدیث: 499

(1) مریض کی عیادت کے وقت پڑھی جانے والی دُعا

سوال: لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللہ کیا یہ مریض کو دیکھتے وقت کی دعا ہے؟ (سوشل میڈیا کے ذریعے سوال)

جواب: یہ مریض کو دیکھتے وقت کی دعا نہیں ہے، بلکہ مریض کی عیادت کے وقت پڑھی جانے والی دعا ہے۔ یعنی جب مریض کی مزاج پُرسی کرنے یا طبیعت پوچھنے کے لیے جائیں تو اس وقت یہ دعا پڑھیں: لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللہ یعنی گھبرانے کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ (اگر اللہ پاک نے چاہا تو) یہ بیماری آپ کو گناہوں سے پاک کرنے والی ثابت ہوگی[1]۔[2]

(2) کیا فون پر عیادت یا تعزیت کرنا کافی ہے؟

سوال: کیا فون پر عیادت یا تعزیت کرنا پاس جاکر عیادت یا تعزیت کرنے کی طرح ہی ہے، نیز کیا فون پر عیادت و تعزیت کرنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟

جواب: عیادت اور تعزیت میں فرق ہے۔ مریض کی عیادت کرنے سے مراد اس کو تسلی دینا یا دعا دینا ہے اور کسی کے انتقال پر اس کے رشتہ داروں سے غم خواری کرنا تعزیت کہلاتا ہے۔ فون پر یہ دونوں کام ہو سکتے ہیں، لیکن خود جاکر عیادت یا تعزیت کرنے سے سامنے والے کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اور یوں سمجھ یہی آتا ہے کہ اس میں ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ مریض کے پاس جانا بسا اوقات اسے تکلیف میں بھی ڈال سکتا ہے، لیکن اکثر اوقات اسے خوشی ہی ہوتی ہے۔ جتنا زیادہ سفر کر کے جائیں گے اتنی زیادہ خوشی ہوگی۔ اگر کوئی مریض کی عیادت کیلئے دوسرے ملک سے سفر کر کے آئے تو خوشی کے مارے مریض آدھا تندرست ہو جائے گا کہ اس نے میری خاطر اتنا سفر کیا ہے۔ اسی طرح سوگواروں کے یہاں بھی جاکر تعزیت کرنا ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ فون پر ہی تعزیت کر لینے سے بعض اوقات شکوہ بھی آجاتا ہے کہ ہم تو اس کے یہاں خود گئے تھے، لیکن اس نے فون پر ہی نمٹا دیا۔[3]

(3) بے ہوش مریض کی عیادت کیسے کی جائے؟

سوال: کوئی مریض بے ہوش ہو، اس کی عیادت کیسے کی جائے؟ (Facebook کے ذریعے سوال)

جواب: جاکر اسے دیکھیں، اس کے لئے دعا کریں اور اس کے رشتے داروں کو تسلّی دیں۔ اگرچہ بے ہوشی کی وجہ سے آپ مریض سے عیادت نہیں کر سکتے، لیکن مریض کے پاس جا تو سکتے ہیں، یوں ہی اس کے عزیزوں کے ساتھ ہمدردی بھی کر سکتے ہیں کہ وہ اس کی بے ہوشی کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوں گے۔ غم خواری ضرور کرنی چاہئے۔[4]

(4) مسلمانوں کی غم خواری کیجئے

سوال: کئی لوگ پریشان ہوتے ہیں، غمزدہ ہوتے ہیں، مگر کوئی ان کی غم خواری کرنے والا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بعض اوقات وہ بدظن ہو جاتے ہیں۔ یہ ارشاد فرمائیے کہ جنہوں نے غمزدہ لوگوں کو پوچھا نہیں اور ان سے کسی قسم کی غم خواری

نہیں کی انہیں کس طرح سمجھایا جائے؟(نگرانِ شوریٰ کا سوال)
جواب: غم خواری معاشرے کا ایک اہم ترین حصہ اور بہت ضروری چیز ہے۔ اگر کوئی بیمار ہے، پریشان ہے، اسے کوئی تکلیف پہنچی ہے، کسی کی جیب کٹ گئی ہے، کسی کا بچہ بیمار ہو گیا ہے یا اس کی ماں بیمار ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ بے قرار ہے تو ہمیں اسے پوچھنا چاہیے اور ہمدردی کا اظہار بھی کرنا چاہیے۔ اس سے سامنے والے کو قرار ملتا ہے حتّٰی کہ اگر کسی کے پٹی بندھی ہوئی نظر آ جائے اور اس کو صرف اشارے سے ہی پوچھ لیں اور اتنا کہہ دیں کہ "اللہ پاک آپ کو شفا عطا فرمائے" یقین کیجئے اسے بہت اچھا لگتا ہے، یہ بھی غم خواری کی ایک صورت ہے۔ بہر حال غمزدہ اور پریشان حال مسلمان کو پوچھنا چاہیے، اس سے ہمدردی کرنی چاہیے، بیمار ہو تو عیادت کرنی چاہیے، کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے لواحقین سے تعزیت کرنی چاہیے کہ اس کے بڑے فضائل ہیں اور اس پر کثیر ثواب کی بشارتیں ہیں، کیونکہ اس سے مسلمان کا دل خوش ہوتا ہے اور مسلمان کا دل خوش کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

غریبوں کے ساتھ زیادہ ہمدردی کیجئے

آج کل اکثر غم خواری کی ہی نہیں جاتی اور کوئی بھی ان بے چارے پریشان حالوں کو پوچھنے والا نہیں ہوتا، جو پوچھتے ہیں وہ بھی مالداروں کو پوچھتے ہیں۔ اگر کسی مالدار کے گھر میں میت ہو جائے تو اس کے پاس تعزیت کرنے والوں کی لائن لگ جاتی ہے، بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آ کر تعزیت کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی غریب کے گھر میت ہو جائے تو وہاں اتنے پوچھنے والے نہیں ہوتے نہ زیادہ تعزیت کرنے والے ہوتے ہیں اور نہ اس کو تعزیتی فون کیے جاتے ہیں۔ میرا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ مالداروں کو نہ پوچھا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ معتدل انداز ہونا چاہیے، بلکہ غریبوں کو زیادہ پوچھنا چاہیے اور ہمدردی کا پلڑا غریبوں کی طرف زیادہ جھکنا چاہیے۔[5]

(5) کب مسکرانا چاہیے؟

سوال: کن اوقات میں مسکرانا چاہیے؟ اس کی وضاحت فرما دیجئے۔ (بلوچستان سے سُوال)
جواب: مسکرانے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، البتہ اگر آپ کسی کی تعزیت کے لئے گئے ہوں، کسی کی میت میں گئے ہوں یا کسی Serious (تشویش ناک حالت والے) مریض کی عیادت کرنے گئے ہوں تو ایسے موقع پر مسکرانا نہیں چاہئے، بلکہ چہرے پر غم کے آثار لائیں، کیونکہ یہ غم کا ماحول ہے۔ اسی طرح نماز میں بھی مسکرانا نہیں چاہئے، البتہ اس سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ ہاں! ہنسنے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہنسنے کی تعریف یہ ہے کہ اتنی آواز نکلے جو خود اپنے کان سن لیں اور دوسروں کو آواز نہ جائے۔ اگر دوسروں کو بھی آواز پہنچ جائے تو اسے قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر کسی بالغ شخص نے نماز میں قہقہہ مارا تو نماز کے ساتھ ساتھ وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔[6] پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم سے بکثرت مسکرانا ثابت ہے۔[7] صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ایسے اقوال موجود ہیں کہ ہم نے جب بھی پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم کو دیکھا مسکراتے ہوئے پایا۔[8] اس لئے مسکرانا چاہیے۔ مسکرانا مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگ مسکراتے نہیں ہیں، مجھے پُرانا تجربہ ہے کہ جب ملاقات کی لائن لگتی ہے تو میں مسکرا کر ملتا ہوں، لیکن بعض ہوتے ہیں جو جواب میں بھی نہیں مسکراتے، ایسا لگتا ہے کہ نہ مسکرانے کی قسم کھائی ہو۔ جو راہ نما کم مسکرائے گا اس کے پاس قوم کم جمع ہو گی، جو راہ نما، زیادہ مسکرائے گا اس کے ساتھ قوم بھی زیادہ ہو گی۔[9]

---

1 بخاری، 2/505، حدیث: 3616 2 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/ 275 3 ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 2/454 4 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/524 5 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/181 6 مراٰۃ المناجیح، 6/401 7 بخاری، 4/125، حدیث: 6092 8 مکارم الاخلاق، ص319، حدیث: 21 9 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 4/79

اسلام اور عورت

خواتین کو پیارے آقا کی نصیحتیں

اُمِّ میلاد عطّاریہ*
*نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

ربیعُ الاوّل پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ولادت کا مقدس مہینا ہے، امّتِ مسلمہ اس مہینے میں عید میلادُ النّبی کا جشن منانے، محافل کرنے اور عشقِ رسول کو اُجاگر کرنے کا خُوب اہتمام کرتی ہے۔ اس موقع پر ہمیں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی محبت کا حقیقی ثبوت دیتے ہوئے اپنی عملی زندگی کو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا پکا ارادہ کرنا اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

اس مضمون میں خواتین کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی فرمائی گئی چند ایک نصیحتیں لکھی ہیں۔ خود بھی پڑھئے، عمل کیجئے اور دوسری خواتین کے ساتھ بھی شیئر کیجئے:

❋ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مرضِ وفات میں (وصیت) فرماتے رہے کہ نماز پابندی سے ادا کرتے رہنا اور غلاموں کا خیال رکھنا۔[1]

❋ حضرت یُسَیْرہ رضی اللہ عنہا ہر وقت اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ہم سے فرمایا: اے بیبیو! اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل و تقدیس (یعنی سُبْحٰنَ اللہ اور لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ اور سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَّبُّ الملائکۃِ وَ الرُّوْح) کو خود پر لازم کرلو اور انہیں اپنی انگلیوں پر شمار کیا کرو کیونکہ ان انگلیوں کو قوّتِ گویائی دی جائے گی اور ان سے سوال ہوگا، اور کبھی غافل نہ ہونا ورنہ تمہیں رحمت سے دور کر دیا جائے گا۔[2] ❋ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت قِسرہ کِندیہ رضی اللہُ عنہا کو چند نصیحتیں فرمائیں، ان پر غور کیجئے: اے قِسرہ! گناہ کے وقت اللہ کو یاد کرو (اور گناہ سے رُک جاؤ تو) اللہ پاک تمہیں مغفرت کے وقت یاد فرمائے گا۔ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرو تو دنیا و آخرت کے شر سے تمہاری حفاظت ہوگی۔ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہارے گھر میں خیر و بَرَکت کی کثرت ہوگی۔[3]

❋ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی رَضاعی والدہ حضرت اُمِّ فَرْوَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: جب بستر پر آرام کرنے لگو تو سورۂ کافرون پڑھ لیا کرو، یہ شرک سے نجات کا سبب ہے۔[4] ❋ ایک مرتبہ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم حضرت اُمِّ سائب رضی اللہُ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ پر کپکپی طاری ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی: بخار کی وجہ سے۔ پھر کہنے لگیں: اللہ پاک اس میں برکت عطا نہ فرمائے، تو ان کے اس جملے پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: بخار کو بُرا مت کہو! یہ ابنِ آدم کی خطاؤں کو یوں دُور کرتا ہے جیسے (لوہار کی) بھٹی لوہے کے میل کو دُور کرتی ہے۔[5]

❋ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے فرمایا: اچھی چیز (روٹی) کا اکرام کرو کیونکہ یہ جس قوم سے گئی ہے دوبارہ لوٹ کر نہیں آئی۔[6] ❋ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی عورت پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر نہ جانے، اگرچہ وہ بکری کا کُھر ہی کیوں نہ ہو۔[7] اس سے مراد یہ ہے کہ پڑوسن کو ہدیہ دینے کے لئے اگر عورت کے پاس معمولی چیز کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ہدیہ سے نہ رُکے بلکہ حسبِ حال جو میسر ہو دے دیا کرے۔[8]

ہمیں چاہئے کہ پیارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ان مبارک فرامین پر ضرور عمل کریں، تاکہ اللہ پاک کی رضا اور جنّت میں داخلہ نصیب ہو۔

---

(1) ابن ماجہ، 2/282، حدیث: 1625 (2) حلیۃ الاولیاء، 2/82، حدیث: 1536 (3) الاستیعاب، 4/459 (4) الاصابہ، 8/451 (5) الاصابہ، 8/399 (6) ابنِ ماجہ، 4/50، حدیث: 3353 ملتقطاً (7) بخاری، 4/104، حدیث: 6017 (8) عمدۃ القاری، 9/378، تحت الحدیث: 2566۔

پھوپھو کا کردار

بنتِ اللہ بخش عطاریہ
ہند

معاشرے اگرچہ ترقی کر رہے ہیں مگر خاندانی نظام میں ایک اہم کردار یعنی پھوپھو کی حیثیت دن بہ دن کم ہوتی نظر آرہی ہے۔ حالانکہ یہ رشتہ بھی ایک نعمت ہے، کیونکہ پھوپھو اپنی ذات میں ماں، بہن، بیٹی وغیرہ تمام رشتوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور ہمیشہ سے بھتیجے بھتیجیوں کی تربیت میں پھوپھی کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔ مثلاً اپنے زمانے کے بہترین محدّث، مقرر اور مصنف علامہ ابوالفرج عبد الرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ کے والدِ ماجد کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی پھوپھی نے فرمائی تھی۔[(1)]

اسی طرح ایک مرتبہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ سراپا غیرت میں ان کے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا باریک دوپٹا اَوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں تو انہوں نے اِس دوپٹے کو پھاڑ کر انہیں موٹا دوپٹا اُڑھا دیا۔[(2)] یعنی اس دوپٹا کو پھاڑ کر دو رومال بنا دیئے تا کہ اوڑھنے کے قابل نہ رہے، رومال کے کام آئے۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے یہ مال ضائع کیوں فرما دیا۔ یہ ہے عملی تبلیغ اور بچیوں کی صحیح تربیت وتعلیم، اس دوپٹے سے سر کے بال چمک رہے تھے، سَتْر حاصل نہ تھا اس لیے آپ نے ایسا کیا۔[(3)]

فی زمانہ بعض گھروں میں پھوپھی کے کردار کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، یہاں چونکہ ان وجوہات وغیرہ کو ذکر کرنا مقصود نہیں، بلکہ ایسی باتیں ذکر کرنا مقصود ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ایک خاتون بطورِ پھوپھو خاندان میں اپنا بہترین کردار ادا کر سکے تا کہ ہر کوئی اس کی اس حیثیت کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ چنانچہ،

پھوپھی کے لئے چند مدنی پھول

☆ پھوپھی شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ اسے چاہئے کہ وہ بھتیجے بھتیجیوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دے اور انہیں بُرائی سے ہر دم روکتی رہے۔

☆ دیکھا گیا ہے کہ اکثر پھوپھی کی توجہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں پر زیادہ ہوتی ہے اور یہ بطورِ ماں جس طرح اپنی اولاد کی تربیت کے معاملے میں فکر مند ہوتی ہے اسی طرح یہ بطورِ پھوپھی بھی اپنے بچوں کے مثل بھتیجے بھتیجیوں کی تربیت کرتی ہے۔

☆ پھوپھی حق بات کہنے وسننے کی عادی ہو تا کہ اس کے بھتیجے بھتیجیوں میں بھی یہ وصف پیدا ہو۔

☆ ہماری بزرگ خواتین ہر حال میں شکرِ الٰہی بجا لاتیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی اور ان کے بھائی، بہنوں کی اولاد میں بھی شکر گزاری کا مادہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوتا تھا۔ لہٰذا ہر پھوپھی کو شکر گزار ہونا چاہئے اور بھتیجے بھتیجیوں کو بھی یہ سکھانا چاہئے کہ شکر نعمتوں میں اضافے جبکہ ناشکری ناراضیِ الٰہی کا سبب ہے۔

☆ پھوپھی کا اندازِ گفتگو اچھا ہونا ضروری ہے۔ آقا کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، بری و گندی گفتگو کرنے والا نہیں ہوتا۔[(4)] اس سے بھی معلوم ہوا کہ پھوپھی کے لیے مدنی پھول یہ بھی ہے کہ یہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں سے اچھے انداز و عمدہ اخلاق سے پیش آئے۔

☆ پھوپھی کے گھر میں اس کے بھتیجے بھتیجیاں آئیں تو وہ ان کی

اچھی مہمان نوازی کیا کرے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو اللہ پاک اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ (5)

☆ پھوپھی اپنے بھتیجے بھتیجیوں کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دل سوزی کے ساتھ دعا بھی کرتی رہے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ (6)

☆ پھوپھی کو چاہئے کہ جب یہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں کو تعلیم دے تو نیک لوگوں کا ذکرِ خیر ضرور کرے۔ حلیۃ الاولیاء میں ہے: عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (7)

☆ پھوپھی کو چاہئے کہ یہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں سے محبت ہی نہ کرے، بلکہ جب بھی ان کے پاس آئے تو ان کے لیے تحائف وغیرہ بھی ساتھ لائے۔

☆ پھوپھی اپنے اور دیگر بھائیوں کے بچوں کے درمیان فرق نہیں کرتی یہاں تک کہ ایامِ عید وغیرہ میں اس کی محبتیں اپنے بھائی بہن کے بچوں کے لیے زائد نظر آتی ہیں۔

☆ پھوپھی اگر چاہتی ہے کہ جنت پائے تو غصّہ کرنے اور لڑنے جھگڑنے سے پرہیز کرتی رہے، بلاشبہ یہ بُری عادتیں ہیں جیسے پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: غصّہ مت کیا کرو! تمہیں جنت حاصل ہوجائے گی۔ (8) آج ہمارے خاندانی اُمور حتّٰی کہ آپسی بات چیت میں غصہ تباہی کا سببِ اکبر بن چکا ہے۔ لہٰذا پھوپھی کو چاہئے کہ وہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں پر بلاوجہ غصہ کرنے سے بچے۔

☆ پھوپھی کوئی بھی ایسا کام نہ کرے جس کے سبب بھتیجے بھتیجیوں کے دلوں میں اپنے والدین کی نفرت پیدا ہو مثلاً انہیں یہ نہ کہے کہ تمہارا باپ جھگڑالو اور ماں باتونی ہے وغیرہ۔

☆ پھوپھی کو چاہئے کہ وہ بھتیجے بھتیجیوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھائے خصوصاً اپنے والدین، دادا دادی اور نانا نانی کا، نیز یہ بھی بتائے کہ ادب انسان کو ترقی کی بلندیوں پر لے جاتا ہے جبکہ بے ادبی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

☆ پھوپھی اگر طویل عرصے تک بے روزگاری، بیماری، پریشانی اور آفت میں مبتلا ہو تو ایسے مواقع پر صبر، صبر اور صبر کرتی چلی جائے یہاں تک کہ یہ چیزیں ختم ہو جائیں، نیز یہی سوچ وہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں میں بھی منتقل کرے تاکہ انہیں بھی آزمائشوں میں صبر کرنا آئے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رب! تیری رضا کے حصول کے لیے جو مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اس پریشان انسان کا بدلہ کیا ہے؟ اللہ پاک نے فرمایا: اس کا بدلہ یہ ہے کہ میں اسے ایمان کا لباس پہنا کر کبھی نہیں اتاروں گا۔ (9)

☆ پھوپھی کو چاہئے کہ وہ بھتیجے بھتیجیوں بلکہ کسی بھی مسلمان کو حقارت سے نہ دیکھے، نہ ہی عیب نکالے اور نہ ہی دورخی ہو کہ یہ گناہ کے کام ہیں، کیونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ کَانَ لَہٗ وَجْہَانِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ یعنی جو دنیا میں دو رُخا ہوگا قیامت کے دن اُس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (10)

☆ پھوپھی کو تمام اچھی خصلتوں کے ساتھ آراستہ ہونے کے علاوہ اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ وہ تکبّر، حسد، جھوٹ، وعدہ خلافی اور دھوکے سے خود کو بچاتی رہے اور اپنے بھتیجے بھتیجیوں کو بھی ان کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرتی رہے۔

اللہ کریم تمام پھوپھیوں کو اچھے اوصاف سے مالا مال کرے اور انہیں اپنے بھتیجوں بھتیجیوں کی درست اسلامی انداز میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 15 / 484 (2) مؤطا امام مالک، 2 / 410، حدیث: 1739 (3) مراٰۃ المناجیح، 6 / 124 (4) ترمذی، 3 / 393، حدیث: 1984 (5) بخاری، 4 / 136، حدیث: 6135 (6) مستدرک، 2 / 162، حدیث: 1855 (7) حلیۃ الاولیاء، 7 / 335، حدیث: 10750 (8) معجم اوسط، 2 / 20، رقم: 2353 (9) احیاء العلوم، 4 / 90 (10) ابوداود، 4 / 352، حدیث: 4873

بچوں کو مہمان بننے کے آداب سکھائیے

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
(بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی))

گزشتہ شمارے میں بچوں کو آدابِ مہمانی سکھانے سے متعلق کچھ باتیں بیان کی گئیں۔ آیئے! اب یہ جانتی ہیں کہ بچے جب کہیں مہمان بن کر جائیں، تو انہیں کن باتوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ چنانچہ بچوں کو سکھائیے:

☆ جہاں جارہے ہیں وہاں کا ماحول مختلف ہوگا، لہٰذا ہرگز کوئی ایسی حرکت یا ایسی چیز کی ڈیمانڈ مت کریں جس کے سبب ہمیں یا میزبان کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

☆ کہیں جانے سے پہلے لباس، دانت، ناخن، جوتے اور بال وغیرہ درست اور صاف ستھرے ہوں۔

☆ کسی بھی گھر میں بغیر سلام و اجازت داخل ہونا اسلامی طریقہ ہے نہ معاشرے میں اسے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کہیں جائیں تو دروازے کو زور زور سے پیٹنا یا کھٹکھٹانا، بار بار دروازہ یا گھنٹی بجانا، میزبان سے چیخ چیخ کر دروازہ کھولنے کا کہنا، تاخیر سے دروازہ کھلنے پر غصے کا اظہار کرنا اچھی بات نہیں۔ بلکہ دستک کے بعد انتظار کریں اور جب پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو جواب میں یہ نہ کہیں کہ میں ہوں، بلکہ اپنا نام بتائیں تاکہ پوچھنے والا آپ کو پہچان سکے۔ پھر اجازت ملنے پر گھر میں داخل ہوں اور سب کو سلام کریں اور جوتے وہاں اتاریں جہاں سب نے اتارے ہوں۔

☆ میزبان یا ان کے بچوں یا ان کے گھر سے متعلق کوئی بری بات کریں نہ وہاں بچوں کے کھلونے دیکھ کر مچلیں، بلکہ وہ اجازت دیں تو مل کر کھیلیں اور ان کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں اور لڑائی جھگڑے و چھینا جھپٹی وغیرہ سے باز رہیں۔

☆ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں اور بِسم اللہ پڑھ کر کھائیں، بڑوں سے پہلے کھانا شروع نہ کریں اور پلیٹ میں ضرورت سے زیادہ کھانا بھی نہ نکالیں، تاکہ کھانا ضائع نہ ہو کہ اس سے رزق میں بے برکتی ہوتی ہے۔ نیز کھانے میں عیب نکالیں نہ کسی خاص ڈش مثلاً کسٹرڈ یا کھیر وغیرہ کی فرمائش کریں کہ بعض لوگ غریب مگر مہمان نواز ہوتے ہیں، ان کی مالی پوزیشن ایسی نہیں ہوتی کہ وہ مہمان کے لئے اچھی و مہنگی ڈشز بنا سکیں۔

☆ کھاتے پیتے وقت چیزوں کو یہاں وہاں نہ پھینکیں، بلکہ ڈسٹ بن وغیرہ میں کچرا ڈالیں۔ نیز گھر کی دیواروں پر کچھ لکھیں نہ رنگ کھرچیں، ان پر گندے ہاتھ لگائیں نہ کوئی چیز چپکائیں اور نہ چپکی یا لگی ہوئی چیزوں کو ان کی جگہ سے ہٹائیں۔

☆ آرام کے وقت ہر قسم کا کھیل کود اور ہلہ گلہ وغیرہ روک کر آرام کرنے کے لئے لیٹ جائیں اور ہرگز کوئی ایسا کام نہ کریں جو دوسروں کے آرام میں خلل پیدا کرنے کا سبب بنے۔

☆ عموماً بچوں کو دوسرے علاقوں کی جان پہچان نہیں ہوتی، لہٰذا انہیں بتانا ضروری ہے کہ جب آپ کسی کے ہاں مہمان بن کر جائیں تو وہاں بلا اجازت باہر نہ نکلئے گا، اگر آپ گم ہو گئے یا کوئی اغوا کر کے لے گیا تو خود آپ، ہمارے اور میزبان تینوں کے لئے سخت آزمائش کھڑی ہو جائے گی۔

☆ میزبان سے پیسے نہ مانگیں، البتہ اگر وہ خود خوشی سے دے دیں تو لینے میں حرج نہیں۔

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

ملکۂ سبا

(زوجۂ حضرت سلیمان)

اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت داؤد علیہ السّلام کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السّلام کو اللہ پاک نے نبوت و سلطنت سے سرفراز فرما کر تمام روئے زمین کا بادشاہ بنایا۔ آپ 40 سال تک تختِ سلطنت پر جلوہ گر رہے۔[1]

حضرت سلیمان کی ازواج کی تعداد: حضرت سلیمان علیہ السّلام کی شریعت میں چونکہ کئی شادیوں کی اجازت تھی، لہٰذا آپ نے کتنی عورتوں سے شادی کی اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً متفرق روایات میں یہ تعداد 60، 70، 90، 99 اور 100 مروی ہے، امام نووی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ان تمام اعداد میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ تھوڑے کو ذکر کرنے سے زیادہ کا انکار نہیں ہوتا۔[2] جبکہ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السّلام کی 60 بیویاں اور باقی سب باندیاں یا 60 باندیاں اور باقی سب بیویاں تھیں۔ جس نے 70 تعداد بیان کی تو یہ محض مبالغے کے لئے ہے (یعنی آپ کی بہت زیادہ ازواج تھیں)۔ جبکہ 90 اور 100 کے عدد میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کی ازواج کی تعداد 100 سے کم اور 90 سے زیادہ تھی۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی روایات منقول ہیں، مثلاً ایک روایت کے مطابق آپ علیہ السّلام کے پاس 1000 عورتیں تھیں جن میں سے 300 آزاد جبکہ 700 باندیاں تھیں۔[3] مگر آپ علیہ السّلام کی تمام ازواج میں سے حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا وہ واحد زوجہ ہیں جن کا تذکرہ پارہ 19 سورۃ النمل میں مذکور ہے۔

نام و نسب: علامہ ابنِ عساکر نے حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا کے والد کا نام شَراحیل ھَدھاد ذکر کیا اور فرمایا: ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔[4] آپ کو ملکۂ سبا بھی کہا جاتا ہے، سبا یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے جو اپنے دادا سبا بن یَشْجُب بن یَعْرُب بن قحطان کے نام سے مشہور ہے، پھر یمن کے شہر مارِب کا نام سبا پڑ گیا۔[5]

خاندان: حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا کا تعلق یعرُب بن قحطان اور ایک قول کے مطابق تُبَّع حِمْیَرِی کی نسل سے تھا۔[6]

والدہ: مشہور ہے کہ آپ کی والدہ جنیہ (جن عورت) تھیں۔ ان کا نام بلقمہ بنتِ شیصایا فارعہ جنیہ یا ریحانہ بنت السکن تھا۔[7]

امام بغوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بلقیس کا باپ عظیم الشان بادشاہ اور پوری زمینِ یمن کا مالک تھا۔ اس نے اِرد گرد کے بادشاہوں سے کہا: تم میں سے کوئی بھی میرا کفو نہیں ہے اور ان کے ہاں شادی کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا انہوں نے ایک جنیہ (جن عورت) سے ان کی شادی کروادی، جس کا نام ریحانہ بنت السکن تھا، ان سے ایک بیٹی بلقیس پیدا ہوئی۔ حدیث میں ہے: بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک جن ہے۔[8] جب بلقیس کے والد فوت ہو گئے تو بلقیس نے حکمرانی کی خواہش کی اور اپنی قوم سے بیعت طلب کی تو کچھ نے ان کی اِطاعت اور کچھ نے مخالفت کی۔[9]

قصۂ بلقیس: ہُدہُد نامی پرندے سے ملکِ سبا کا حال سن کر جب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ان کی ملکہ بلقیس کو اپنی اِطاعت قبول کرنے کے متعلّق خط لکھا تو وہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے مبارک خط (کو پڑھنے کے بعد اس) کی قدر و عظمت کو بخوبی پہچان گئی، چنانچہ اس خط کا احترام کرنے کی برکت سے اس کی مملکت بھی قائم رہی، اسلام قبول کرنا بھی نصیب ہوا اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کی صحبت بھی ملی۔[10] پھر جب ملکہ

سبا حضرت سلیمان علیہ السّلام کی خدمت میں حاضری کے لئے اپنے ملک سے روانہ ہوئی تو ادھر حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اپنی نبوت کی صداقت پر دلیل دکھانے کے لئے ملکہ کا تخت اس کی آمد سے پہلے منگوا لیا، اس میں ملکہ کی ذہانت کا امتحان بھی مقصود تھا کہ اپنے تخت کو کچھ تبدیلی کے بعد بھی پہچانتی ہے یا نہیں؟[11] جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی، بلقیس نے آپ کی دعوت پر غیر خدا کی عبادت سے توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کرکے اللہ پاک کی عبادت کو اختیار کر لیا۔[12]

حکیم الاُمّت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بلقیس کے دل میں ایمان تو پہلے ہی آچکا تھا مگر اس کا اِظہار آج یہاں پہنچ کر کیا گیا کیونکہ اسے اپنی قوم سے خطرہ تھا کہ یہ میرا ایمان دیکھ کر مجھ سے بگڑ جائے گی اور گزشتہ بُت پرستی کی وجہ سے اس کے دل میں سب کی مخالفت کی ہمت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی پناہ میں آکر ہمت وجرأت نصیب ہوئی اور ایمان کا اظہار کیا۔[13]

مہرِ بلقیس: جب ملکہ بلقیس مسلمان ہو گئیں تو حضرت سلیمان علیہ السّلام نے ان سے نکاح فرما لیا اور مہر میں انہیں بعلبک (اُرْدُن کے شہروں میں سے ایک شہر) دیا۔[14] نکاح کے بعد حضرت سلیمان علیہ السّلام کو حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا سے شدید محبت ہو گئی لیکن آپ نے انہیں انہی کے ملک یمن میں قیام کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ البتہ آپ ان کے پاس مہینے میں ایک مرتبہ تشریف لے جایا کرتے اور تین دن وہاں قیام فرماتے تھے۔[15]

اوصاف: ☆ آپ اپنے والد کی اکلوتی بیٹی تھیں۔[16] ☆ آپ نے نو سال یمن پر حکومت کی، پھر حضرت سلیمان علیہ السّلام کی طرف سے یمن کی خلافت ملنے پر مزید 4 سال حکومت کی۔[17] ☆ آپ اپنے زمانے کی عورتوں میں عقل، رائے، تدبیر اور علم کے اعتبار سے سب سے افضل تھیں۔ ☆ اُمورِ سلطنت میں اپنے والد کی مشیر تھیں۔[18] ☆ 600 خادمائیں آپ کی خدمت پر مامور تھیں۔[19] ☆ آپ کے جسم سے کبھی بھی لوہا مس نہیں ہوا۔[20] ☆ آپ کے ماتحت 12 ہزار سردار اور ان میں سے ہر ایک کے تحت ایک لاکھ سردار تھے۔ ☆ آپ روزانہ مساکین کو کھانا کھلانے کے بعد انہیں فرداً فرداً بھی کھانا پیش کرتیں۔[21] ☆ آپ کی پنڈلیاں تمام جہاں کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت تھیں اور آپ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی جنتی اَزواج میں سے ہیں۔ ☆ آپ کیلئے جنات نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کے حکم سے سرزمینِ یمن میں تین انتہائی بلند اور خوبصورت قلعے بنائے۔[22]

اولاد: حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا کا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس کا نام داود بن سلیمان بن داود تھا لیکن حضرت سلیمان علیہ السّلام کی حیاتِ طیبہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا تھا۔[23]

سفرِ آخرت: تفسیر روح البیان میں ہے: حضرت بلقیس رحمۃُ اللہِ علیہا نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کے وصال فرمانے کے ایک ماہ بعد وصال فرمایا[24] جبکہ الکامل فی التاریخ میں ہے: آپ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے دنیا سے پردۂ ظاہری فرمانے سے پہلے ہی ملکِ شام میں انتقال فرما کر شہر تدْمُر میں دفن ہوئیں اور آپ کی قبر کو چھپا دیا گیا۔[25]

---

(1) عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص184 (2) شرح نووی، جزء11، ص120 (3) فتح الباری، 7/382 (4) تاریخ ابن عساکر، 69/67 (5) تفسیر روح البیان، 6/338 (6) تفسیر روح المعانی، جزء19، ص246 (7) تفسیر روح المعانی، جزء19، ص247 (8) مسند الفردوس، 3/327، حدیث: 4866 (9) تفسیرِ بغوی، 3/354 (10) تفسیر ملا علی قاری، 4/47 (11) ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2018، ص4 (12) تفسیرِ بغوی، 3/361 (13) تفسیر نور العرفان، ص606 (14) تاریخِ ابنِ عساکر، 69/67 (15) تفسیرِ بغوی، 3/361 (16) تفسیرِ بغوی، 3/354 (17) تاریخِ ابنِ عساکر، 69/67 (18) ازواجِ انبیا کی حکایات، ص180 (19) تفسیرِ قرطبی، 7/141 (20) تاریخِ ابنِ عساکر، 69/78 (21) تاریخِ ابنِ عساکر، 69/68 (22) تفسیرِ بغوی، 3/361 ملخصاً (23) تفسیر روح البیان، 6/354 (24) تفسیر روح البیان، 6/354 (25) الکامل فی التاریخ، 1/181

میرا مطلوب صرف تُو ہے!

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا فرماتی ہیں: ایک دن چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ جس چٹائی پر میں نماز پڑھتی ہوں اس کے نیچے کچھ ہے۔ میں نے سلام پھیرنے کے بعد چٹائی اُٹھا کر دیکھا تو نیچے سونے کے چمکتے ہوئے سکّے تھے۔ میں سجدے میں گر کر رونے لگی اور یوں عرض گزار ہوئی: **مولا! میرا مطلوب صرف تُو ہے، تیرے سوا کچھ بھی نہیں، میرا بوجھ ہلکا کر دے۔** یہ عرض کرتے ہی وہ چٹائی پہلی کی طرح ہو گئی۔ میں نے اٹھا کر دیکھا تو وہ سکّے غائب ہو چکے تھے۔ [1]

ہماری بزرگ خواتین کی مبارک سیرت کے ایک ایک واقعے میں ہمارے لئے سیکھنے کے بہت سے مدنی پھول موجود ہیں۔ چنانچہ اس واقعے سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے:

☆ ہماری بزرگ خواتین فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں بالخصوص نمازِ چاشت کا بھی خوب اہتمام کیا کرتی تھیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ پابندی کے ساتھ یہ نوافل ادا کرنے کی عادت بنائیں اور ان کے فضائل و ثواب سے حصہ پائیں۔

نمازِ چاشت کی فضیلت: نمازِ چاشت کی فضیلت کے بارے میں حضور خاتم النبیین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے ادا کرتا رہے، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ [2]

☆ ان نیک خواتین کے دلوں میں مال کی نہیں بلکہ اللہ پاک کی محبت ہوا کرتی تھی، اسی لئے وہ عبادتِ الٰہی سے غافل نہ ہوتیں، بلکہ دنیاوی مال و دولت دیکھ کر ان کے خوفِ خدا میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ نیز وہ دنیاوی دولت پر عبادتِ الٰہی کو ترجیح دیتیں، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اللہ پاک نے تخلیقِ انسانی کا مقصد ہی عبادت کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (پ27، الذٰریٰت: 56) ترجمۂ کنز العرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

بزرگ خواتین کی سیرت کے اس پہلو کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ آیا ہم دنیاوی مال و دولت کو ترجیح دیتی ہیں یا رضائے الٰہی کیلئے کثرت کے ساتھ عبادت کرنے کو؟ جس طرح دنیاوی امور میں ہم کپڑوں کی ڈیزائننگ سے لے کر گھر کی سجاوٹ تک اور سیر و تفریح سے لے کر تقریبات میں شرکت تک کسی بھی معاملے میں کمپرومائز کرنا گوارا نہیں کرتیں، کیا اسی طرح زیادہ سے زیادہ عبادات مثلاً نماز پڑھنے، روزے رکھنے، تلاوت، ذکر و درود، صدقہ و خیرات کرنے اور دینی اجتماعات میں حاضر ہونے کی بھی کوشش کرتی ہیں؟

افسوس! کسی دنیاوی معاملے میں تو ہمیں دوسروں سے پیچھے رہنا بالکل پسند نہیں، لیکن جب بات عبادات میں آگے بڑھنے کی ہوتی ہے تو ہمارا حال اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے۔ ہم میں سے کئی خواتین مبارک ایام کے علاوہ عبادات سے غافل رہتی ہیں جبکہ بعض تو فرض نمازوں کے معاملے میں بھی حیلے بہانے تراشتی رہتی ہیں مثلاً ☆ بچہ کپڑوں پر پیشاب کر دیتا ہے، کپڑے پاک نہیں رہتے ☆ تھکن بہت ہو جاتی ہے ☆ گھر کے کام کاج سے فرصت نہیں ملتی ☆ ٹائم نہیں ملتا ☆ آنکھ نہیں کھلتی۔ ☆ بھول جاتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور جو عبادت کرتی ہیں ان میں بھی ایک تعداد ایسی ہے جو مستقل مزاج نہیں، مثلاً ایک دن نماز

پڑھی تو اگلے دن یا ہفتے یا مہینے بلکہ سال تک کی چھٹی، ایک روزہ رکھا تو دو چھوڑ دیئے۔ بعض نادان خواتین یہ کہہ کر عبادت سے جی چُرانے کی کوشش کرتی ہیں کہ اتنی زیادہ عبادت کرنا انہی نیک خواتین کا کام تھا، ہم گناہگار اتنی عبادت کیونکر کر سکتی ہیں! یقیناً یہ شیطان کا بہت خطرناک وار ہے، جس کے ذریعے وہ مردود مسلمانوں کو عبادتِ الٰہی سے محروم کروا دیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس کے دھوکے میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت خراب کرنے کے بجائے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات عبادت و ریاضت میں گزار کر شیطان کو ناکام و نامراد کر دیں۔

☆ یہ اللہ والیاں گناہوں سے بچتیں، پھر بھی زیادہ وقت عبادت میں گزارتیں جبکہ ہم دن رات گناہوں اور غفلت میں ڈوبی ہوئی ہیں، پھر بھی اپنا قیمتی وقت غیبت و چغلی کرنے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے اور خبریں سننے، (اکثر خبریں میوزک کے ساتھ ہوتی ہیں، اور میوزک سننا حرام ہے) فون، نیٹ اور سوشل میڈیا کے غلط استعمال کرنے، شاپنگ سینٹرز اور سیر و تفریح کے مقامات پر گھومنے پھرنے اور مختلف فضول کاموں میں گزار دیتی ہیں اور ایسے زندگی گزارتی ہیں، جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں۔ نیز چند نیکیاں کر بھی لیں تو بلاوجہ ہر کسی کو بتاتی پھرتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں چاہئے کہ اپنی بزرگ خواتین کی مبارک سیرت کو فالو کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ عبادات کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ نیز اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ہر عبادت اس کے درست شرعی طریقے کے مطابق سرانجام دیں اور اگر معلومات نہ ہوں تو سیکھنے میں ہرگز سستی نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی اور صحیح طور پر ادا نہ ہونے کی وجہ سے ہماری ساری عبادات برباد ہو جائیں۔ فرض علوم اور ڈھیروں ڈھیر معلومات کا انمول خزانہ حاصل کرنے کے لئے جامعۃ المدینہ گرلز میں داخلہ لے لیجئے یا فیضان آن لائن اکیڈمی کے ذریعے مختلف آن لائن کورسز کر لیجئے یا اپنے علاقے میں لگنے والے مدرسۃ المدینہ بالغات جوائن کر لیجئے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی مشہور کتاب "اسلامی بہنوں کی نماز" کا بغور مطالعہ کیجئے، اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو کسی مدنیہ اسلامی بہن سے پوچھ لیجئے یا محرم کے ذریعے دارالافتا اہلِ سنت کے مفتی صاحب سے معلوم کروالیجئے۔

☆ صالحات کی سیرت کا یہ وصف بھی قابلِ غور ہے کہ عبادت سے ان کا مقصد دنیاوی دولت، عزت و شہرت، حتّٰی کہ جنت کا حصول یا جہنم سے نجات بھی نہیں ہوتا بلکہ صرف اللہ پاک کی رضا ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ہمیں بھی دکھاوے اور لالچ وغیرہ سے بچتے ہوئے اخلاص کے ساتھ خوشی و غمی، مالداری و مفلسی، ہر حال میں عبادات بجالانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆ یہ پاک بیبیاں ہر معاملے میں ربِّ کریم کی طرف رُجوع کرتیں اور اپنی تمام حاجات اسی کی بارگاہ میں عرض کرتیں۔ اس فرمانِ الٰہی اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ24، المؤمن:60) (ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا) پر کامل یقین رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کرتیں اور ان کی دعائیں زیادہ تر امورِ آخرت سے متعلق ہوتیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ دنیاوی مال و دولت ہی کے متعلق دعا کرنے کے بجائے اللہ پاک سے اس کی محبت، مکے مدینے کی حاضری، عشقِ رسول، رضائے خدا و رسول، استقامت و سلامتیِ ایمان، قبر و آخرت کے امتحانات میں کامیابی اور بلاحساب مغفرت جیسی دعائیں مانگیں۔

یہ نیک خواتین مستجابُ الدعوات تھیں یعنی ان کی دعائیں جلد قبول ہوا کرتی تھیں لیکن اس کے باوجود یہ اسے اپنا کمال ہرگز نہ سمجھتیں، لہٰذا اگر ہمارے دم، دعا، بیان، نعت یا کسی بھی فعل سے کسی کو فی الفور کوئی فائدہ ہو بھی جائے، تب بھی ہمیں عاجزی ہی کرنی چاہئے اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ پاک ان بزرگ خواتین کی پیروی کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1 التشوف الی رجال التصوف، ص318 ملخصاً

2 ابنِ ماجہ، 2/154، حدیث:1382

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
ریجن ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

اچار

(آخری قسط)

ذائقہ دار اچار بنانے کے لیے سب سے پہلے آپ جن سبزیوں وغیرہ کا اچار ڈالنا چاہتی ہیں، ان کو کاٹ کر اور دھو کر خشک کر لیجئے، پھر ان میں نمک لگا کر 15 منٹ کے لیے چھوڑ دیجئے، پھر ایک پین میں کُٹی ہوئی لال مرچ، کُٹا ہوا دھنیا، میتھی دانہ، رائی دانہ، کلونجی، ہلدی، زیرہ اور سونف وغیرہ ڈال کر 4 سے 5 منٹ تک کے لیے بھون لیجئے۔ اب اس مصالحے کو موٹا پیس لیجئے یعنی بالکل باریک پاؤڈر نہ بنایئے، پھر پتیلی میں آئل ڈالیے اور یہ مصالحہ ڈال کر 5 منٹ تک پکایئے۔ اب ساری چیزیں جن کا آپ اچار ڈال رہی ہیں وہ شامل کر دیجئے۔ مکس کرنے کے بعد شیشے کے جار یا مرتبان میں ڈال کر سرسوں کا تیل شامل کر دیجئے۔ سرسوں کے تیل کی مقدار اتنی ہو کہ اچار کے تمام اجزا اس میں ڈوب جائیں اور تیل تھوڑا اوپر آ جائے۔ اچار کو دھوپ میں رکھیے اور روزانہ کم از کم ایک بار اچھی طرح چمچ سے ہلاتی رہیے، 4 سے 5 دن میں سبزیاں وغیرہ گل جائیں گی جبکہ ذائقہ دار اور خوشبودار اچار بن کر تیار ہو جائے گا۔ آم کا اچار سب سے زیادہ استعمال ہونے والا اور ذائقہ دار اچار ہوتا ہے، اس لیے اس کی ریسپی یہاں تفصیلاً ذکر کی جاتی ہے۔

آم کا اچار بنانے کا طریقہ: آم کا اچار بنانے کے لیے کیریوں کا انتخاب ضروری ہے۔ کچی اور سخت کیریاں اچار کے لیے بہتر ہوتی ہیں۔ اگر کیریاں پکی ہوئی ہوں یعنی اندر کے گودے میں موجود سفیدی پیلاہٹ میں بدل جائے تو انہیں مربہ بنانے کے لیے علیحدہ کر لیجئے۔ کیریوں کو کاٹ لیجئے اور بیج مت پھینکئے کیونکہ ہر پھل کے بیج میں وٹامن B17 ہوتا ہے جو کینسر سے بچاتا ہے۔ پھر انہیں اچھی طرح دھو کر دھوپ میں خشک کر لیجئے۔ خشک ہونے کے بعد نمک لگا کر مرتبان میں ڈال دیجئے۔ پھر اس کا منہ صرف کپڑے سے بند کر کے تین دن کیلئے رکھ دیجئے اور اسے ہلاتی رہئے۔ جب کیریاں پانی چھوڑ دیں تو سارا پانی نکال کر کیریوں کو خشک کر لیجئے اور سرسوں کا تیل ہلکا سا گرم کیجئے تاکہ اس میں موجود پانی کے بخارات ہوں تو وہ نکل جائیں۔ تیل کو ٹھنڈا ہونے دیجئے۔ مرتبان میں کیریاں اتنی ڈالئے کہ مرتبان کے منہ سے چوتھائی حصہ خالی ہو۔ اب اچاری مصالحہ حسبِ ذائقہ ڈال کر مرتبان کو اچھی طرح ہلایئے۔ اس کے بعد تیل ڈالئے اور مرتبان کا منہ مضبوطی سے بند کر کے ایک ہفتے تک دھوپ میں رکھ دیجئے، اس دوران اسے روزانہ ہلاتی رہیے تاکہ مصالحہ کیریوں میں رچ بس جائے، ایک ہفتے کے بعد اچار تیار ہے۔ اس طریقے سے بنایا گیا اچار جیسے جیسے پرانا ہوگا اسی قدر مزیدار ہوتا جائے گا۔

گاجر، لیموں اور ہری مرچ کا مکس اچار بنانے کا طریقہ: سب سے پہلے تمام سبزیاں دھو کر خشک کر لیجئے۔ پھر لیموں کو دو حصوں میں کاٹ لیجئے اور مرچوں کو چیرا لگایئے مگر مرچیں سرے سے جڑی رہیں۔ گاجر کو چھیل کر 2 انچ لمبے ٹکڑوں میں کاٹ لیجئے۔ نمک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیجئے، ایک بڑے پیالے میں لیموں اور ہری مرچیں ڈالئے اور پوری رات میرینیٹ ہونے کے لیے چھوڑ دیجئے اور اگلے روز سبزیوں سے نکلنے والے پانی کو احتیاط سے نکال دیجئے۔ گاجریں ایک پیالے میں ڈال کر اس پر سرکہ ڈال کر ملایئے اور دو، تین گھنٹے کے

لیے چھوڑ دیجئے، اس کے بعد گاجروں کا پانی نکال دیجئے۔ ایک برتن میں پانی ابالئے اور اس میں دو منٹ کے لیے گاجریں ڈال کر نکال لیجئے اور چھلنی میں رکھ دیجئے تاکہ پانی نکل جائے اور یہ ٹھنڈی ہو جائیں۔ خیال رہے! گاجریں بالکل خشک ہوں، اگر پانی کا ایک قطرہ بھی اچار میں گیا تو اچار خراب ہو جائے گا۔ اب سرسوں کا تیل گرم کیجئے، پھر اس میں سے تھوڑا سا تیل الگ کر کے اس میں بچا ہوا نمک اور تمام مصالحے ڈال دیجئے۔ تیل اتنا ہو کہ مصالحہ جڑ جائے، باقی کا تیل بعد میں اوپر سے ڈالنے کے کام آئے گا۔ تیل والا مصالحہ مرچوں میں بھر دیجئے اور بچ جانے والا مصالحہ ساری سبزیوں کے اوپر لگا دیجئے۔ اب مرتبان میں تمام سبزیاں، گاجر، لیموں اور ہری مرچیں ڈالئے، دستانے چڑھے ہاتھوں سے خوب اچھی طرح ملایئے اور اس کے اوپر بچا ہوا تیل ڈال دیجئے۔ تیل سبزیوں سے ڈیڑھ دو انچ اوپر ہونا چاہئے یعنی سبزیوں کے اوپر تیل آ جائے۔ بعض خواتین کم تیل ڈالتی ہیں کہ بعد میں اوپر آ جائے گا، اس طرح اچار خراب ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

لہسن و ادرک کے مکس اچار کی ریسپی و احتیاطیں: لہسن و ادرک کا اچار بنانے کے لیے پہلے دونوں کو اچھی طرح دھو لیجئے اور دھوپ میں خشک ہونے کے لیے رکھ دیجئے۔ اب اسے کسی شیشے کے برتن یا مرتبان میں ڈال دیجئے۔ اس کے بعد ایک پین میں تیل گرم کیجئے، پھر رائی دانہ، میتھی اور سونف ڈال کر سب کو اچھی طرح مکس کر دیجئے۔ پھر اس آمیزے کو ہلکا گرم کیجئے اور اس مکسچر کو اسی جار میں ڈال دیجئے جس میں لہسن اور ادرک ہو، پھر ان تمام اجزا کو اچھی طرح مکس کیجئے، اب اچار کے مرتبان کو سوتی کپڑے سے ڈھانپ کر روزانہ دھوپ میں رکھئے اور روزانہ ایک بار ہلاتی رہئے۔ سردیوں میں لہسن، ادرک کا استعمال بہت فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں کی تاثیر گرم ہے، اس سے جسم میں قوتِ مدافعت بڑھتی ہے لیکن اس کو محدود مقدار میں کھایئے کہ اس کا ذائقہ گرم ہوتا ہے۔ اگر کوئی شدید بیمار ہو تو وہ ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر نہ کھائے۔

اچار کے فوائد: اچار کے بے شمار طبی فوائد سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ چنانچہ اس کے چند فوائد یہ ہیں:

☆ اچار میں موجود مختلف صحت بخش اجزا کینسر سے بچاؤ کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ☆ غذائی ماہرین کے مطابق ہر قسم کا اچار کھانے سے جسم کو بنیادی وٹامنز اور منرلز حاصل ہوتے ہیں جو کہ جسم کو تندرست اور چاق و چوبند رکھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

☆ اچار کھانے سے جسم کا مدافعتی نظام طاقتور ہوتا ہے اور انیمیا یعنی خون کی کمی اور بینائی کی کمزوری دور ہوتی ہے۔ ☆ اچار میں اینٹی آکسیڈینٹ بھی پائے جاتے ہیں جو کہ موسمی الرجی جیسی بیماریوں کو بھی قابو میں رکھتے ہیں۔ ☆ اچار کے جوس میں موجود سوڈیم اور پوٹاشیم جسمانی ڈی ہائیڈریشن سے مقابلہ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ ☆ اچار کا عرق مسلز کے اکڑنے کی روک تھام کے لیے بہت مفید ہے۔ یہ جسمانی پٹھوں کے اکڑنے کی تکلیف میں تیزی سے ریلیف دیتا ہے۔ نیز یہ ورزش کرنے والوں کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ ☆ اچار غذائیت سے بھرپور ناشتہ ہے جس میں کیلوریز کی مقدار کم ہوتی ہے۔ جو لوگ وزن کم کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ ایک بہترین کھانا ہے۔ ☆ اچار بھوک میں اضافہ کرتا ہے۔ ☆ اچار بلا وجہ ہونے والی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ یہ ذہنی دباؤ دور کرتا اور مزاج پر ایک مثبت اثر ڈالتا ہے۔ ☆ سانس کی بُو، منہ میں بیکٹریا کی مقدار بڑھ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اچار اور اس کا عرق ان بیکٹیریا سے نجات دلاتا ہے۔ ☆ اچار حاملہ خواتین کو بہت پسند ہوتا ہے کیونکہ اچار متلی میں مددگار ہے۔ اس کا تیز ذائقہ زبان کو اچھا لگتا ہے اور یہ بھوک بڑھاتا ہے۔

اچار کے نقصانات: اچار کے فوائد اگرچہ زیادہ ہیں، مگر اس کا زیادہ استعمال نقصان دہ بھی ہے، چونکہ نمک اچار کا ایک بنیادی جزو ہے، لہٰذا زیادہ مقدار میں تیار کردہ نمک کے محلول کا استعمال جسم پر منفی اثرات ڈال سکتا ہے مثلاً اسکے استعمال کے

بعد بلڈ پریشر میں عارضی اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سوڈیم کے استعمال سے بلڈ پریشر ہائی ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہائی بلڈ پریشر یا ہائپر ٹینشن کی مریض خواتین کو اچار کے استعمال میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

اچار کا برتن کیسا ہو؟ گھر کی بڑی خواتین ہمیشہ یہی مشورہ دیتی تھیں کہ چینی یا مٹی سے بنے ہوئے مرتبان میں کہ جس پر ایک خاص قسم کا روغن کیا گیا ہو، اچار رکھا جائے تو یہ محفوظ ہوتا ہے۔ اگر بازاری اچار بھی محفوظ کرنا چاہتی ہیں تو مرتبان میں رکھئے، مرتبان مٹی سے بنا ہوا ہوتا ہے، اس لیے سارا سال ٹھنڈا رہتا ہے، اس میں گرمی سے مالیکولز ماسک نہیں بڑھتا اور اچار ی مصالحوں کی کوالٹی خراب نہیں ہوتی، نیز مرتبان کھلے منہ کا ہوتا ہے اور اس کے پیندے میں جگہ زیادہ ہوتی ہے جس سے مصالحوں کو اندر ہی اندر اچار کے تمام اجزا وغیرہ میں جذب ہونے کے لیے زیادہ جگہ مل جاتی ہے۔ اچار نکالنے کے بعد مرتبان کا منہ فوراً بند کر دیجئے تاکہ ہوا نہ لگے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے: ہوا کا گزر طویل عرصے تک نہ ہو تو اچار میں پھپھوندی لگ جاتی ہے۔ یہ بات درست ہے مگر یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب اچار پلاسٹک کے برتن میں ہو کیونکہ ان میں پولی تھی ئل اور پولی سٹرین مالیکیولز ہوتے ہیں جو ہوا نہ گزرنے پر پھپھوندی کی بڑی وجہ بنتے ہیں۔ پہلے اچار کے لیے تین فٹ چینی کے بنے ہوئے مضبوط برتن استعمال کیے جاتے تھے جن میں اچار محفوظ رہتا تھا۔ اگر مرتبان نہ ہو تو شیشے کے جار میں بھی اچار محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

اچار خراب ہونے سے بچانے کی تدابیر

اچار بنانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں، بعض اوقات کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے اچار بہت جلد خراب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں کچھ ایسی ٹپس ذکر کی جارہی ہیں جن پر توجہ رہے گی تو اچار زیادہ دیر تک محفوظ رہے گا:

1 اچار کے مرتبان کو خشک جگہ پر ڈھانپ کر رکھئے۔ 2 گیلے ہاتھ سے اچار نہ نکالئے۔ 3 آٹے یا اناج کا کوئی ذرہ مرتبان میں نہ پڑنے دیجئے۔ 4 تیل ہمیشہ اچار سے دو انچ اوپر رہے۔ 5 روزانہ ایک بار اچار کو ہلائیے۔ تیل کم ہو تو مزید ڈال دیجئے کیونکہ اس سے اچار خراب ہونے کا امکان رہتا ہے۔ 6 لیموں کے عرق یا سرکے میں پڑا اچار خراب نہیں ہوتا لہٰذا ایک کلو اچار میں 2 کھانے کے بڑے چمچ لیموں کا عرق یا سرکہ ڈال دیجئے۔ 7 بالکل صاف چمچ مرتبان میں ڈالئے کہ گیلا چمچ اچار کو خراب کر دے گا۔ 8 ہر ماہ دھوپ میں رکھنے اور ہلانے سے اچار خراب نہیں ہوتا۔ 9 موسم گرما میں اچار کو خراب ہونے سے بچانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اچار کے مرتبان میں چمچہ نہ چھوڑا جائے۔ 10 لیموں کا اچار خراب ہونے لگے تو اس میں تھوڑی سی چینی ڈال دیجئے۔ 11 آم کا اچار خراب ہونے لگے تو اس میں نمک ڈال دیجئے۔ 12 نمک ڈالنے کے بعد کچھ دن رک کر تیل ڈالا جائے کہ فوراً تیل ڈال دینے سے اچار بہت سخت رہتا ہے۔ 13 اچار بناتے ہوئے کسی بھی مرحلے پر اسٹیل کا چمچ ہرگز استعمال نہ کیجئے بلکہ لکڑی کا چمچ استعمال کیجئے۔

گھریلو سطح پر بنایا گیا اچار مفید ہے یا بازاری اچار؟ گھریلو سطح پر تیار کیا گیا اچار صحت کے لیے مفید ہے کیونکہ اسے لمبے عرصے تک محفوظ کرنے کے لیے کوئی ایسڈ یا کیمیکل استعمال نہیں کیا جاتا اور صاف ستھرے مصالحوں کے ساتھ نیچرل طریقے سے اچار محفوظ کیا جاتا ہے۔ جبکہ بازاری اچار کے ذائقے کو بڑھانے کے لیے اس میں بعض چیزوں کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ خواتین جو کم آمدنی کے باعث پریشان رہتی ہیں، گھر میں کوئی مرد کمانے والا نہیں یا مطلقہ یا بیوہ ہیں۔ وہ اچار کو ذریعۂ معاش بنا کر اپنی ضروریات پوری کر سکتی ہیں یعنی اگر وہ صاف ستھرے طریقے سے مزیدار اچار بنا کر اپنے قریبی جاننے والوں یا گلی محلے میں ہی بیچنا شروع کر دیں تو بھی ان کی آمدنی میں مناسب اضافہ ہو سکتا ہے۔

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مَدَنی*

*استاذ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

بیوی بغیر اجازت اپنے شوہر کے موبائل میں واٹس ایپ میسجز وغیرہ چیک کرسکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بیوی اپنے شوہر کے موبائل میں واٹس ایپ وغیرہ کے میسجز بغیر اجازت اس نیت سے چیک کرسکتی ہے کہ میرا شوہر کس کس سے بات چیت کرتا رہتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

میاں بیوی کا رشتہ انتہائی حسّاس اور اعتماد طلب رشتہ ہے، اگر باہم اعتماد بحال رہے تو یہ رشتہ بھی قائم اور اگر اعتماد ٹوٹ جائے تو یہ رشتہ بھی ٹوٹ جاتا ہے چھوٹے چھوٹے معاملات میں ایک دوسرے پر شک کرتے رہنا اور ایک دوسرے کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں لگے رہنا وغیرہ اس طرح کے معاملات رشتے کو توڑ دینے تک پہنچانے والے ہوتے ہیں لہٰذا رشتے کو بحال رکھنے کے لئے میاں بیوی کا ایسے معاملات سے بچنا ضروری ہے۔ سوال کا جواب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کا موبائل بغیر اجازت ہرگز چیک نہیں کرسکتی۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں:

1. یہ دوسرے کا خط، میسج بغیر اجازت دیکھنا ہے اور دوسرے کا خط یا میسج بلاضرورت بغیر اجازت دیکھنا جائز نہیں۔
2. یہ مسلمان کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں پڑنا ہے اور مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں پڑنا جائز نہیں۔
3. یہ مسلمان پر بدگمانی ہے اور مسلمانوں پر بدگمانی حرام ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بیوہ (غیر حاملہ) اپنی ساس کے جھگڑے کی وجہ سے عدت کا بقیہ حصہ اپنے میکے گزار سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت (غیر حاملہ) جس کے خاوند کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کی ساس اس سے جھگڑا کرتی ہے تو کیا وہ عورت اپنی بقیہ عدت اپنے میکے میں گزار سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس بیوہ عورت کا اپنے میکے میں عدت گزارنا جائز نہیں ہے بلکہ اسے اسی مکان پر ہی عدت پوری کرنا فرض ہے جہاں اسے شوہر نے رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ انتقال سے قبل شوہر نے عورت کو جس مکان میں رکھا ہو بعدِ وفات عورت کا اسی مکان میں عدت پوری کرنا فرض ہوتا ہے اور بیوہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہوتی ہے۔ اس دوران اس کے لیے بغیر عذرِ شرعی وہ مکان چھوڑ کر دوسری جگہ میں عدت گزارنا جائز نہیں ہوتا اور ساس کا اس سے جھگڑا کرنا کوئی عذرِ شرعی نہیں۔ اسے چاہیے کہ ان وجوہات کی طرف نظر کرے جن کی وجہ سے ساس اس سے جھگڑتی ہے اور ان سے احتیاط کرے اور اگر بلاوجہ جھگڑا کرتی ہے تو اس پر صبر کرے اور خاموش رہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تعویذات

از: شعبہ ماہنامہ خواتین

تعویذ کا مطلب ہے: امان، بچاؤ اور حفاظت یعنی اللہ کے نام سے امان و برکات حاصل کرنا۔ تعویذ میں اسمائے الٰہیہ ہی لکھے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں خصوصاً خواتین میں یہ طریقہ رائج ہے کہ کسی بھی بیماری یا نظرِ بد یا جادو وغیرہ سے بچنے کے لئے تعویذ پہنتی ہیں یا اپنے چھوٹے بڑے بچوں کو پہناتی ہیں۔

شرعی حکم: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ جائز ہو، یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا دعاؤں سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانۂ جاہلیت میں کئے جاتے تھے۔ ان کا استعمال جائز نہیں۔[1] بعض لوگ ایسی ہی روایات سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعویذات جائز نہیں حالانکہ کفریہ اور شرکیہ تعویذات سے منع کیا گیا ہے نہ کہ جائز تعویذات سے۔

تعویذات کے جواز پر کثیر دلائل موجود ہیں، مثلاً ایک مرتبہ حضرت ابنِ ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے شہادت کی دعا کے لئے عرض کی تو آپ نے ان سے چند بال منگوا کر ان کی کلائی پر باندھے اور ان میں پھونک مار کر یہ دعا کی: یا اللہ! ابنِ ثعلبہ کا خون مشرکین، منافقین پر حرام فرما دے۔[2] جبکہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضور کے سکھائے ہوئے دعائیہ کلمات کسی کاغذ پر لکھ کر اپنے نابالغ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔[3]

خواتین اور تعویذات: خواتین کا تعویذات کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے، بچوں کو بیماری، ضد، نافرمانی، چڑچڑے پن اور اثرات و جادو وغیرہ سے بچانے، شوہر کو تابع کرنے، شوہر کو ساس سے اور بہن بھائیوں سے دور کرنے یا کسی کی محبت کو پانے یا کسی کی محبت ختم کرنے وغیرہ کے لئے تعویذات لیتی، عجیب حرکتیں کرتی اور نقصانات اٹھاتی ہیں، یہاں تک کہ بعض خواتین نفسیاتی مریض بن جاتی ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو کر گمان کرتی ہیں کہ کسی نے کچھ کر دیا ہے، حالانکہ عموماً ایسا نہیں ہوتا، جیسا کہ امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے بھی ایک مدنی مذاکرے میں اس بات کی طرف کچھ یوں توجہ دلائی کہ عموماً خاندان میں ہر ایک یہی کہتا دکھائی دیتا ہے کہ یہ جادو کرتا ہے، وہ جادو کرتا ہے، فُلاں نے جادو کروادیا ہے گویا کہ سارا معاشرہ ہی جادوگر ہو گیا ہے۔ پھر یہ لوگ عاملوں کے پاس چکر لگاتے ہیں، عامل بھی ان کی نفسیات کے مطابق یہی بتاتے ہیں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے اور بسا اوقات وہ جادو کروانے والے کے نام کا پہلا حرف بھی بتا دیتے ہیں (جو کہ یقینی نہیں ہوتا)۔ اب اس نام کے متعلق غور و فکر شروع ہو جاتا ہے کہ اس حَرف سے کس کا نام شروع ہو رہا ہے، اِتفاق سے جس پر شک ہو اسی کے نام کا پہلا حرف وہی ہو جو عامل نے بتایا ہے تو اب اس کی شامت آجاتی ہے اور اس کے متعلق دل میں کینہ جنم لینا شروع کر دیتا ہے (اگرچہ اس بے چاری کا کوئی قصور نہ ہو)۔[4] لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ توہمات سے دور رہیں اور ہر حال میں اللہ پاک پر بھروسا کریں۔ نیز کسی بھی رشتے دار وغیرہ کے متعلق بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ لہٰذا تمام اسلامی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر کسی بیماری یا پریشانی کی وجہ سے تعویذات چاہیے ہوں تو اپنے محارم کے ذریعے تعویذاتِ عطاریہ فی سبیل اللہ منگوا لیجئے اور استعمال کیجئے ان شاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔

---

(1) بہار شریعت، 3/652، حصہ: 16 (2) معرفۃ الصحابہ، 5/51، حدیث: 7113
(3) مسند امام احمد، 2/600، حدیث: 6708 (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، قسط 23: شریر جنات کو بدی کی طاقت کہنا کیسا؟، ص 22-23

اخلاص

شعبہ ماہنامہ خواتین

نیک عمل ہو یا عبادت کی کوئی صورت، ہر ایک کی روح اخلاص ہے، اگر اخلاص نہ ہو تو وہ بے کار ہیں اور ان کی ادائیگی میں مشقت کا بھی کوئی فائدہ نہیں، اسی لئے قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں خوب وضاحت سے اس کا حکم موجود ہے اور بزرگانِ دین کے اقوال و واقعات میں بھی ہمیں یہ بات نمایاں نظر آتی ہے کہ ان کا ہر ہر عمل اخلاص سے بھرپور ہوتا جس کی وجہ سے انہیں نیک اعمال کی حلاوت بھی نصیب ہوتی اور ان کا نیک کاموں میں خوب دل لگتا۔

اخلاص کی اہمیت کا اندازہ لگایئے کہ قرآنِ کریم میں اس کا ذکر تقریباً 31 مرتبہ کیا گیا ہے، نیز اللہ پاک نے سورۃ الزمر میں 3 مرتبہ عبادت کو اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ ترجمۂ کنز العرفان: تو اللہ کی عبادت کرو اسی کے بندے بن کر۔ (پ23، الزمر: 2) بعض مفسرین فرماتے ہیں: اس آیت میں اگرچہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہے لیکن مراد آپ کی امت ہے۔[1] یعنی اللہ پاک کی عبادت اس طرح کی جائے کہ اس میں شرک کا شائبہ ہو نہ اس میں ریاکاری کا عمل دخل ہو۔ جبکہ ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے: وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ (پ30، البینۃ: 5) ترجمۂ کنز العرفان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت کریں، اسی کیلئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ یعنی یہود و نصاریٰ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ خالص اللہ پاک کی عبادت کریں، جبکہ اخلاص سے مراد ایسی نیت ہے جس میں ریا کا شبہ نہ ہو یعنی ہر کام میں خالص اللہ پاک کی رضا چاہیں اس میں ریا وغیرہ کوئی دوسری غرض شامل نہ ہو۔[2]

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اخلاص کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ تَسْتَقِیْمُ كَمَاۤ اُمِرْتَ یعنی تو کہے میرا ربّ اللہ ہے اور پھر اس پر اس طرح ثابت قدم رہے جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔[3] اپنے نفس و خواہش کی پیروی مت کر اور صرف اللہ کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ پاک کے سوا ہر چیز سے اپنی نگاہ پھیر لی جائے اور یہی حقیقی اخلاص ہے۔[4] ایک حدیثِ قدسی میں اللہ پاک فرماتا ہے: اخلاص میرا ایک ایسا راز ہے جو میں اپنے محبوب بندوں کے دلوں میں بطورِ امانت رکھتا ہوں۔[5]

علمائے کرام نے اخلاص کی وضاحت اپنے اپنے انداز میں کی ہے، مثلاً بعض نے فرمایا کہ کسی بھی نیک کام کو صرف اللہ پاک کی رضا کیلئے کرنا اخلاص ہے۔[6] بعض کے نزدیک اعمال کو تمام خرابیوں سے پاک رکھنا[7] اور بعض کے نزدیک تمام خوشیوں اور نفسانی تقاضوں کو بھلا کر ہر وقت اللہ پاک کی طرف متوجہ رہنا[8] اخلاص ہے۔ بعض بزرگانِ دین فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ تیرے عمل پر اللہ پاک کے سوا اور کوئی آگاہ ہو نہ اس میں تیرے نفس کو دخل ہو، بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ پاک کی مہربانی ہے کہ اس نے تجھے اپنی عبادت کا اہل بنایا اور تجھے اپنی عبادت کی توفیق بخشی اب اس سے عبادت کا اجر و

ثواب اور بدلہ بھی طلب نہیں کرنا چاہیے (یعنی صرف اللہ پاک کی رضا مقصود ہو جو سب سے بڑی نعمت ہے)۔[9]

ہمیں چاہیے کہ ہمارا ہر چھوٹا بڑا، ظاہری باطنی عمل سب کچھ اللہ پاک کے لئے ہی ہو، کسی اور کو راضی اور خوش کرنا مقصود نہ ہو کہ ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن کچھ مہر بند صحیفے اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے تو اللہ پاک فرشتوں سے فرمائے گا: یہ چھوڑ دو اور یہ قبول کرلو۔ فرشتے عرض کریں گے: یااللہ! تیری عزت کی قسم! ہم تو اس میں خیر ہی دیکھتے ہیں، اللہ پاک جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے ارشاد فرمائے گا: یہ اعمال میرے غیر کیلئے کئے گئے تھے آج میں وہی عمل قبول کروں گا جو میری رِضا کے لئے کئے گئے تھے۔[10]
چنانچہ ہر عمل کی ادائیگی میں ہمیشہ اخلاص کو پیشِ نظر رکھیں کہ اخلاص کے ساتھ کیا گیا تھوڑا عمل بھی کافی ہو گا۔[11]

اخلاص کے فوائد: اخلاص اعمال کی قبولیت اور آخرت کے عذاب سے نجات کا سبب ہے۔ اس سے بھلائیاں حاصل ہوتیں اور مصیبتوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔ یہ گمراہی سے نجات اور ہدایت پانے کا راستہ، نیک لوگوں کی محبت پانے اور ذہنی و قلبی اطمینان و سکون و فرحت کا ذریعہ ہے۔

اخلاص کیوں ضروری ہے؟ اخلاص اس لئے ضروری ہے تاکہ اللہ پاک کی رضا نصیب ہو اور درست انداز میں اس کی عبادت کرکے رحمتیں اور برکتیں حاصل کی جاسکیں۔

اخلاص کیسے پیدا کیا جائے؟ اللہ پاک سے دعا کی جائے، اخلاص کیسے پیدا ہوتا ہے اس کا علم سیکھا جائے، نیک اجتماعات میں اور اچھی صحبت میں بیٹھا جائے۔ ایسی کتابیں پڑھی جائیں جن میں اخلاص کے ساتھ عمل کی ترغیب و تحریص ہو۔

اخلاص کی راہ میں رکاوٹیں: دینی ذہن نہ ہونا، اخلاص کی اہمیت سے ناواقف ہونا، اس کے فضائل و فوائد کا پیشِ نظر نہ ہونا، اخلاص پیدا کرنے کا جذبہ ہونا نہ اس کیلئے کوششیں کرنا۔

اخلاص اور خواتین: ہمیں چاہیے کہ اپنے معمولات پر غور کریں کہ ہماری نیکیوں میں اخلاص کی کمی تو نہیں پائی جاتی۔ نماز ادا کریں تو صرف اللہ کے لئے کہ وہ راضی ہو جائے اور قبول فرمالے، ایسا نہ ہو کہ والدین یا معلمہ یا کسی کے اصرار پر نماز پڑھ رہی ہوں یا کسی کو دکھانے کیلئے کہ یہ سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔ یعنی جس قدر خلوص کے ساتھ نماز ادا کریں گی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ملے گا۔ ایک روایت میں ہے: بندہ نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کیلئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح بعض کے لئے نواں، بعض کے لئے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔[12]
اسی طرح ہم روزہ بھی رکھیں تو اللہ کی رضا کے لئے، اس لئے نہیں کہ ہمارے متعلق یہ کہا جائے کہ واہ یہ تو رمضان کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتی ہے۔ ہاں اچھی نیت سے کسی کی ترغیب کے لئے کہیں تو حرج نہیں، لیکن نیت پر غور کرلیا جائے۔ اسی طرح عمرہ و حج پر جانے والیوں کو بھی اخلاص کے معاملے میں بہت احتیاط کی حاجت ہے، کہیں واہ واہ کرانے یا کسی کو دکھانے کی نیت شیطان شامل نہ کرادے، حج کی محفل کرانے پر خواتین کو بلانے میں بھی دل سے پوچھ لیا جائے کہ کیا نیت ہے۔ اسی طرح دینی کام کرنے، نیک اجتماعات میں شرکت کرنے وغیرہ تنظیمی ذمہ داریوں کے متعلق بھی غور کرلینا چاہیے۔ بہرحال ہمیں چاہئے کہ ہم جو بھی نیکیاں کریں سب میں اخلاص کو لازمی پیشِ نظر رکھیں کہ اسی کا فائدہ ہے ورنہ سب بے کار ہے۔ یعنی اخلاص کے بغیر کیا گیا کام نہ دنیا میں مفید ہے نہ آخرت میں۔ اللہ پاک ہمیں ہر ہر عمل میں اخلاص کو پیشِ نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 روح البیان، 8/ 69 2 تفسیر خازن، 4/ 399 3 اتحاف السادۃ المتقین، 13/ 106 4 منہاج العابدین، ص362 5 فردوس الاخبار، 2/ 145، حدیث: 4539 6 احیاء العلوم، 5/ 107 7 مختصر منہاج العابدین، ص196 8 مختصر منہاج العابدین، ص196 9 روح البیان، 10/ 488 10 دار قطنی، 1/ 73، حدیث: 129 11 نوادر الاصول، ص44، حدیث: 45 12 ابوداود، 1/ 306، حدیث: 796

اُمِّ فیضان عطاریہ
نگرانِ شعبہ ماہنامہ خواتین

اخلاص سے نیک اعمال قبولیت کا شرف پاتے ہیں تو ریاکاری سے برباد ہوجاتے ہیں، ریاکاری عمل میں ہو یا اعتقاد میں دونوں ہی انتہائی ناپسندیدہ اور رب کو ناراض کرنے والے کام ہیں۔ کیونکہ ریاکاری سے مراد ہے: اللہ پاک کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرنا۔ مثلاً لوگوں کو دکھانے کے لئے عبادت کرنا کہ لوگ اس کی تعریف اور واہ واہ کریں اور کہیں کہ دیکھو وہ کتنی نیک اور عبادت گزار ہے، نیز اسے عزت دیں اور اس کی خدمت میں مال پیش کریں وغیرہ۔[1] ریاکاری کو ایک روایت میں شرکِ اصغر قرار دیا گیا ہے۔[2] کیونکہ مشرک اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے معبودوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے اور رِیاکار اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے مقصودوں یعنی لوگوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے۔ اس لیے ریاکار چھوٹے درجہ کا مشرک ہے اور اس کا یہ عمل چھوٹے درجے کا شرک ہے۔ چونکہ ریاکار کا عقیدہ خراب نہیں ہوتا عمل وارادہ خراب ہوتا ہے اور کھلے مشرک کا عمل وارادہ کے ساتھ ساتھ عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے، اس لیے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا۔[3]

قرآنِ کریم میں ریاکاری کی مذمت سے متعلق کئی آیات مذکور ہیں، مثلاً ایک مقام پر ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَۙ(۶) (پ30، الماعون:6) ترجمۂ کنز العرفان: وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔ یعنی منافقین فرائض کی ادائیگی اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کیلئے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں۔[4]

معلوم ہوا ریاکاری مسلمانوں کا کام نہیں بلکہ منافقین کا کام ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

ریاکاری کے درجات: ریاکاری کے کئی درجات ہیں اور ہر درجے کا الگ حکم ہے، بعض ریا شرکِ اصغر ہیں، بعض حرام، بعض مکروہ اور بعض ثواب، لیکن جب مطلقاً ریا کہا جائے تو اس سے ممنوع ریا مراد ہوتی ہے۔[5]

ریاکاری کی صورتیں

ریاکاری کی بہت سی صورتیں ہیں:

جسم کے ذریعے: یعنی خود کو اتنا کمزور کرلینا اور ایسی بیمار صورت بنالینا کہ لوگ سمجھیں یہ بہت متقی، عبادت گزار اور روزے دار ہے یعنی زیادہ عبادت کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی۔

لباس کے ذریعے: پیوند لگے کپڑے پہننا یا اسلامی حلیہ اس لئے اپنانا کہ لوگ بہت نیک اور مذہبی سمجھیں یا جان بوجھ کر موٹے اور بھدے کپڑے پہننا کہ لوگ سمجھیں یہ دنیا سے بالکل بے رغبت ہے۔

زبان کے ذریعے: اس نیت سے آیات، احادیث سنانا یا بناوٹ کے ساتھ دِین کی باتیں کرنا کہ لوگ دِین دار یا اہلِ علم سمجھیں اور تعریف کریں یا لوگوں کے سامنے دنیا کی مذمت بیان کرنا تاکہ لوگ سمجھیں اس کے دل میں دنیا کی محبت ہی نہیں حالانکہ دنیا کی محبت اس کے دل میں رچی بسی ہو۔

عمل کے ذریعے: مثلاً اپنی نماز، رکوع اور سجود کو لوگوں کے سامنے بہت طویل کردینا یا فرض و نفل عبادات کا خوب اہتمام

کرنا کہ لوگ واہ واہ کریں۔

شخصیات سے رابطے کے ذریعے: اس نیت سے بڑے لوگوں سے ملنا کہ لوگ کہیں واہ اس کے تو بڑے رابطے ہیں اور یوں اسے خوشی حاصل ہو۔

یاد رہے! ریاکاری عبادات میں ہو یا دینی و تنظیمی کاموں میں یا صدقہ و خیرات کرنے یا کسی بیوہ و غریب کی مدد کرنے میں یا علمِ دین سیکھنے سکھانے میں یا تلاوتِ قرآن، نعت اور بیان میں اس کی تمام صورتیں ہی ناپسندیدہ ہیں، لہٰذا ہمیشہ یہ روایت اپنے پیشِ نظر رکھئے کہ جب اللہ پاک تمام اگلوں اور پچھلوں کو قیامت کے دن جس کی آمد میں کوئی شک نہیں جمع کرے گا، تو ایک ندا دینے والا ندا دے گا: جس نے اللہ کے لیے کیے ہوئے کسی عمل میں غیر کو شریک کیا وہ اس کا ثواب بھی اسی سے طلب کرے، کیونکہ اللہ پاک شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہے۔[6] اسی طرح ایک روایت میں ہے: جو شہرت کے لئے عمل کرے اللہ پاک اسے ذلیل کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے تو اللہ پاک (بروزِ قیامت اس کے عیوب) لوگوں پر ظاہر فرمادے گا۔[7]

ریاکاری کے نقصانات: ریاکاری سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے، اعمال اور نیک کاموں میں کی جانے والی مشقتیں ضائع ہوجاتی ہیں، لوگ ایسے شخص سے نفرت کرتے ہیں، شیطان ایسے لوگوں سے خوش ہوتا ہے، اخلاص کی دولت و نعمت سے محرومی رہتی ہے، عبادت کی لذت، حلاوت اور برکات نصیب نہیں ہوتیں، ایمان برباد ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

ریاکاری کی تین بنیادی وجوہات

1-شہرت کی خواہش: جب ہمارے دل میں یہ لالچ آجائے کہ لوگ ہماری تعریف اور واہ واہ کریں تو پھر شیطان ہم سے خوب ریاکاری کرواتا ہے اور ہماری نظر میں ریاکاری والے کاموں کو اچھا کردیتا ہے اور ہمیں لگتا ہے جیسے ہم کوئی برائی نہیں کررہیں، بلکہ یہ عمل ٹھیک ہی ہے۔

علاج: یوں ذہن بنائیں شہرت کی طلب انسان کو دنیا و آخرت میں رسوا کروا دیتی ہے اور اس کے فوائد بالکل عارضی ہیں، اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ ہر نیک عمل اللہ کے لئے کیا جائے یہی ہمیشہ فائدہ مند ہے۔

2-مال و دولت کی چاہت: بعضوں کی ریاکاری اس لئے ہوتی ہے کہ ہمیں کوئی نیک کام کرتے ہوئے دیکھے تو وہ ہم سے متاثر ہو کر ہماری مدد کرے، ہمیں خوب پیسے، تحفے تحائف دے۔

علاج: یہ چاہت بھی نہایت ہی مذموم ہے، دنیا کے چند پیسوں کی خاطر اپنے اعمال کو یوں داؤ پر لگادینے میں سراسر نقصان ہی ہے، اس طرح دنیا ملتی ہے نہ آخرت۔ اس لئے ہر حال میں ہماری توجہ اور نظر اللہ پاک کی رحمت پر ہی ہونی چاہیے کہ اس بارگاہ سے جو ملے گا اس کو زوال نہیں۔

3-مذمت کا خوف: اس بات کے خوف سے نیکی کرنا یا نماز پڑھنا کہ اگر نہیں پڑھوں گی تو مجھے ڈانٹ پڑے گی، مجھے شرم دلائی جائے گی، برا بھلا کہا جائے گا اس لئے لوگوں کے ڈر اور خوف کی وجہ سے نماز پڑھنا یا نیکیاں کرنا بہت برا فعل ہے۔

علاج: جب ہمارے ذہن میں نیک عمل کی اہمیت اور اللہ پاک کی محبت پیدا ہو جائے گی تو ہم دل سے اس کی اطاعت کرنے والیاں بن جائیں گی، پھر کسی کی مذمت کا خوف ہو گا نہ کسی قسم کا لالچ۔ اس لئے اللہ پاک سے لو لگالیجئے عبادت کا شوق بھی خود ہی پیدا ہو جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ریاکاری سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کی بھی تربیت کریں کیونکہ بچے عام طور پر والدین کو ہی دیکھ کر سیکھتے اور عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں ریاکاری سے دور رہنے اور اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 الزواجر، 1/86 2 مسند امام احمد، 9/160، حدیث: 23692 3 مراٰۃ المناجیح، 7/144 4 تفسیرِ مدارک، ص1377 5 مراٰۃ المناجیح، 7/127 6 مسند امام احمد، 5/369، حدیث: 15838 7 بخاری، 4/247، حدیث: 6499

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 32ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 53 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
دھوکے کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفٰے	13	نمازِ باجماعت پر 5 فرامینِ مصطفٰے	31	قرآن کریم میں ایمان والوں کے لئے 15 احکام	9

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: ام سلمہ مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز قطبِ مدینہ ملیر)، ام حسان مدنیہ (گلشن مزدور)، ام غزالی (نیو کراچی)، ام عائشہ (نارتھ کراچی)، بنتِ منصور (نیول کالونی)، بنتِ عدنان (رنچھوڑلائن)، بنتِ ہاشم۔ حیدرآباد: بنتِ جاوید (نورانی بستی)، بنتِ نعیم (میمن سوسائٹی)۔ سیالکوٹ: بنتِ امیر حیدر (پنووال)، ام بلال، بنتِ اسلم، ام حبیبہ، بنتِ اشرف، بنتِ شفیق (جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار گلبہار)، ام بلال (چپراڑ)، بنتِ ثاقب (اگوکی)، بنتِ محمود رضا انصاری (رنگپورہ)، بنتِ شبیر حسین، بنتِ اللہ رحم، بنتِ وارث (جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ)۔ لاہور: بنتِ شفیق (مانگا منڈی)، بنتِ مشتاق، بنتِ نذیر (نشاط کالونی)۔ رحیم یار خان: بنتِ منظور احمد، بنتِ فخر الدین۔ متفرق شہر: بنتِ اللہ بخش (ڈیرہ اللہ یار)، بنتِ جاوید احمد (مورو)، بنتِ عبد الحکیم (جتوئی)، بنتِ فلک شیر (جوہر آباد)، بنتِ مدثر (راولپنڈی)، بنتِ احمد علی مدنیہ (جھنگ)، بنتِ امجد سلطانیہ (جہلم)، بنتِ سردار امینیہ (فیصل آباد)، بنتِ کریم (شکارپور)، بنتِ اسلم (وہاڑی)، بنتِ ساجد (علی پور چٹھہ)، بنتِ نعیم (لالہ موسی)۔ بنتِ سلطان (واہ کینٹ)۔ ہند: بنتِ جاوید احمد (پامپور)، بنتِ خواجہ امیر دین (سرنکوٹ)، بنتِ نصیر الدین (تھنہ منڈی)، بنتِ یوسف (راجوری)، بنتِ سید غلام نبی چشتی (ریاست نگر)، بنتِ معروف (پونچھ)، بنتِ عبد الرشید بھٹ۔

دھوکے کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفٰے

اُمِّ حسان مدنیہ (گلشن مزدور، کراچی)

الحمد للہ باحسانہٖ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کا ہر کام اس کے ربّ کریم اور محمدِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق ہونا چاہئے۔ آج علمِ دین سے دوری کے باعث دھوکا دہی بہت عام ہو چکی ہے اور ہر کوئی کسی نہ کسی طرح دھوکا دے کر نقصان پہنچانے میں مشغول نظر آتا ہے، یہ بہت بُرا فعل ہے، اس کی قرآن و حدیث میں مذمت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ پارہ 14 سورۃ النحل کی آیت نمبر 59 میں ارشادِ باری ہے:
اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ (پ14، النحل: 45) ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسادے یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو۔

دھوکے کی تعریف: دھوکے کی تعریف یہ ہے کہ بُرائی کو دل میں چھپا کر اچھائی ظاہر کرنا۔[1] ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی دھوکے کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:
☆ کسی چیز کا عیب چھپا کر اس کو بیچنا ☆ اچھی چیز بتا کر نقلی دینا ☆ غلط بیانی کر کے کسی کا مال لے لینا ☆ وہ کھیل تماشے جن میں محض ہاتھ کی صفائی دکھا کر دیکھنے والوں کو بیوقوف بنایا جاتا ہے۔[2] ☆ صحیح چیز کے ساتھ خراب بھی ڈال دینا۔

حکم: یاد رکھئے! دھوکا بازی اور دغا بازی کرنا قطعاً حرام، گناہِ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اس کی مذمت و حُرمت کے متعلق چند رِقّت خیز و عبرت

آموز حدیثیں پیشِ خدمت ہیں: ❶رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ملعون(لعنت کیا گیا) ہے وہ جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اسے دھوکا دیا۔[3] ❷ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو(کسی مسلمان کو) نقصان پہنچائے، اللہ پاک اس کو نقصان پہنچائے گا اور جو(کسی مسلمان کو) مشقت میں ڈالے گا، اللہ پاک اس کو مشقت میں ڈال دے گا۔[4] ❸حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کو دھوکا دے یا اسے نقصان پہنچائے، وہ ہم میں سے نہیں۔[5] ❹امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (1) دھوکے باز (2) بخیل اور (3) احسان جتانے والا۔[6] ❺ایک اور حدیث میں دھوکے کی مذمت کو یوں بیان فرمایا گیا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو ہمارے ساتھ دھوکا بازی کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں اور مکر و دھوکا بازی جہنم میں ہے۔[7]

اے کاش! ہم کسی کو اپنی ذات سے دھوکا نہ دیں۔ اگر ہم کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں تو نقصان بھی نہیں پہنچانا چاہئے، اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امت کو اپنی ذات سے فائدہ پہنچانا چاہئے۔ اے کاش! ہم اس موم بتی کی طرح ہو جائیں جو خود تو پگھلتی رہتی ہے، مگر دوسروں کو روشنی دے کر فائدہ دیتی ہے۔ اللہ ہمیں شریعت کے احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نمازِ باجماعت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

ام بلال (جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار، گلبہار سیالکوٹ)

بے شک اللہ پاک نے ہمیں بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں سے ایک نعمت باجماعت نماز پڑھنا ہے۔ اللہ پاک کے فضل و کرم سے یہ بھی ہمارے لئے بے شمار نیکیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (پ1، البقرۃ:43) اسی آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں ہے: حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیتِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھا کرو، کیونکہ جماعت کی نماز تنہا نماز پر 27 درجے افضل ہے۔[8]

نمازِ باجماعت کی فضیلت و وعید کے متعلق پانچ احادیثِ مبارکہ:

❶جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشا کی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو تو اللہ پاک اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا۔[9] ❷اللہ پاک باجماعت نماز پڑھنے والوں کو محبوب (یعنی پیارا) رکھتا ہے۔[10] ❸تین آدمی کسی گاؤں یا جنگل میں ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑ لو، اس لئے کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہوتی ہے۔[11] ❹جب بندہ باجماعت نماز پڑھے، پھر اللہ پاک سے کسی حاجت (یعنی ضرورت) کا سوال کرے تو اللہ پاک اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ حاجت پوری ہونے سے پہلے واپس لوٹ جائے۔[12] ❺جس نے کامل وضو کیا، پھر فرض نماز کے لئے چلا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔[13]

نیک بختی و بد بختی: ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے نیک بختی اور تونگری (یعنی دولت مندی) کی برکت حاصل ہوتی ہے اور بد بختی اور مفلسی (یعنی غربت) دور بھاگتی ہے اور جماعت کو چھوڑنے نیز بالکل نماز نہ پڑھنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

عورتیں اور نمازِ باجماعت: اسلامی بہنوں کو جماعت سے نماز ادا کرنے کی شریعت میں اجازت نہیں، لہٰذا ان پر عید کی نماز بھی واجب نہیں ہے اور جمعہ کے بجائے وہ حسبِ معمول ظہر کی نماز پڑھیں، پانچوں وقت کی نمازیں تنہا اپنے گھر ہی میں پڑھیں، بلکہ اندر کے کمرے میں پڑھیں تو زیادہ بہتر ہے،

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کا دالان (یعنی بڑے کمرے) میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری (یعنی چھوٹے سے روم) میں نماز پڑھنا، دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ عورت کے لئے پردہ بہت اعلیٰ ہے، لہٰذا جس قدر (زیادہ) پردے میں نماز پڑھے گی، اسی قدر اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ مَردوں کو نمازِ باجماعت ادا کرنے اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآنِ کریم میں ایمان والوں کیلئے 15 احکام

بنتِ سلطان (جامعۃ المدینہ گرلز گلشن کالونی خوشبوئے عطار، واہ کینٹ)

ایمان سے مُراد ضروریاتِ دین کا اقرار کرنا اور حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنا حاکم اور خود کو آپ کا غلام تصور کرنا ہے، جبکہ اسلام سے مراد فرمانبردار ہونا ہے، یعنی اللہ پاک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے احکامات پر عمل کرنا ہے، گویا ایمان کا تعلق دل کے ماننے سے ہے اور اسلام کا تعلق جسم کے ماننے سے ہے۔ جو شخص دل سے ایمان لے آیا، اس کے لیے ضروری ہے کہ جسم سے اس کا اظہار بھی کرے کہ حدودُ اللہ سے تجاوز نہ کرے اور احکام پر عمل پیرا ہو کر ربِّ کریم کی رضا حاصل کرے، جو اس کے برعکس ہے تو ربِّ کریم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ناراضی مول لے اور پھر انسان وہ ناراضی لے کر جائے گا کہاں؟ اس کا فیصلہ وہ خود کرلے۔ قرآنِ عظیم میں مومنوں کے لئے جو احکام ارشاد فرمائے گئے، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1 دُرود و سلام: قرآنِ کریم میں مومنوں کو اپنے شفیق آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر دُرود اور خوب سلام پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (پ22، الاحزاب:56) ترجمۂ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! ان پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔

2 صبر اور نماز سے استعانت: فرمایا: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ (پ2، البقرۃ:153) حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نماز میں مشغول ہو جاتے۔[14]

3 روزے کا حکم: فرمایا: ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ (پ2، البقرۃ:183) روزے سے مراد صُبحِ صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک خود کو کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے روکے رکھنا ہے، اس کا حکم اس لئے دیا گیا کہ ایمان والے تقویٰ اختیار کریں اور پرہیزگار بن جائیں۔

4 تقویٰ: ایمان والوں کو ڈرنے اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیا گیا، فرمایا: ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ (پ4، اٰل عمرٰن:102)

5 سود سے بچنے کا حکم: سود حرامِ قطعی ہے اور مومنوں کو اس سے بچنے کا حکم دیا گیا، فرمایا: ترجمہ: اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ۔ (پ4، اٰل عمرٰن:130) سود کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ آج کل معمولی باتوں میں بھی شرط لگالی جاتی ہے، جس میں کئی صورتیں سود اور رشوت کی بنتی ہیں، ان پر غور کرنا چاہئے اور اس کا علم حاصل کرنا چاہئے۔

6 فضول سوالات سے بچنے کا حکم: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو، جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں۔ (پ7، المائدۃ:101) پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک تم سے پہلے لوگ زیادہ سوالات کرنے اور اپنے انبیائے کرام علیہم السلام سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہوئے۔[15]

7 شیطان کی پیروی سے ممانعت: شیطان لعین مومنوں کا بدترین دشمن ہے، قرآنِ عظیم میں اس سے بچنے کا حکم ہے، فرمایا: اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ (پ18، النور:21)

8، 9 مذاق اُڑانے اور طعنہ زنی سے ممانعت: اے ایمان والو! مَرد دوسرے مَردوں پر نہ ہنسیں۔ (پ26، الحجرات:11) اور فرمایا: اور آپس میں کسی کو طعنہ نہ دو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔ (پ26، الحجرات:11)

10، 11، 12 بدگمانی، تجسس اور غیبت کرنے کی ممانعت: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔(پ26، الحجرات:12)

13 کافروں کی پیروی سے بچنے کا حکم: نجات اسی میں ہے کہ اللہ پاک اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیروی کی جائے، نہ کہ کفار کی، فرمایا: اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہنے پر چلے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں پھیر دیں گے، پھر تم نقصان اٹھا کر پلٹو گے۔(پ4، اٰلِ عمرٰن:149)

14، 15 طیب رزق کھانے اور شکر کا حکم: اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔(پ2، البقرۃ:172) اگر کوئی شخص نعمتوں کو باقی رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ شکرِ الٰہی ادا کرے۔

تو اے مومنو! ربِّ کریم کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دو، جیسے بڑوں نے کر دکھایا، پانچوں نمازوں میں صراطِ مستقیم پر چلانے کی دعا مانگنے والو! صراطِ مستقیم یہی ہے۔ اے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیاری اُمّت! اپنے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ربِّ کریم کی نافرمانی کر کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قلبِ اطہر کو رنجیدہ نہ کرنا۔ اے ایمان والو! اپنے پیدا کرنے والے کی رضا کی جستجو میں لگ جاؤ۔ بھلائی بھی پالو گے، نجات بھی اور دائمی نعمتیں بھی۔

---

1 تفسیر نعیمی، 1/133 2 فرض علوم سیکھئے، ص718 3 ترمذی، 3/378، حدیث: 1948 4 ترمذی، 3/378، حدیث:1947 5 کنز العمال، الجزء الثالث، 2/218، حدیث:7822 ملتقطاً 6 کنز العمال، الجزء الثالث، 2/218، حدیث:7823 7 کنز العمال، الجزء الثالث، 2/218، حدیث:7821 8 تفسیر نعیمی، 1/292 9 ابن ماجہ، 1/437، حدیث:798 10 مسند امام احمد، 2/309، حدیث:5112 11 نسائی، ص147، حدیث:844 12 حلیۃ الاولیاء، 7/299، حدیث: 10591 13 شعب الایمان، 3/9، حدیث:2727 14 ابو داود، 2/52، حدیث:1319 15 مسلم، ص536، حدیث:3257

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے چوتھے تحریری مقابلے میں ہر عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 12 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
ادب کی اہمیت	2	تلاوتِ قرآن کے فضائل	6	گفتگو کے آداب	4

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: اُمِّ تراب مدنیہ (بلدیہ ٹاؤن)، ام الخیر (کورنگی)، بنتِ غلام حسن (قائم خانی کالونی)۔ دیگر: بنتِ اسحاق (حاصل پور)، بنتِ امجد سلطانیہ (جہلم)، بنتِ اللہ بخش (ڈیرہ اللہ یار)، بنتِ سلیم (حیدر آباد)، ام حبیبہ (گلبہار)، بنتِ ثناء اللہ (کوٹ لکھپت)، بنتِ خدا بخش (میرپور خاص) بنتِ انور علی مدنیہ (صادق آباد)۔

ادب کی اہمیت

اُمِّ تراب عطاریہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز، کراچی)

ادب اور اخلاق کسی بھی قوم کا طرۂ امتیاز ہے۔ دیگر اقوام یا مذاہب نے اخلاق و کردار اور ادب و آداب کو فروغ دینے کی جو اہمیت سمجھی ہے، اس کا تمام تر سہرا اسلام کے سر جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں، زبان یعنی اخلاق سے پھیلا۔ اسلام اپنے جاننے والوں کو ادب و احترام کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ اسلام محبت و بھائی چارے کا نام ہے۔ پھر جہاں محبت ہو اور ادب نہ ہو تو کسی نے بہت ہی پیارا شعر کہا ہے کہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

ادب و احترام کرنے میں جو کردار ہمارے سلفِ صالحین نے ادا کیا اور کیسے ولایت کے مرتبے پر فائز ہوئے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسلام قدم قدم پر ہمیں ادب کی تعلیم دیتا ہے، بیٹھی ہیں تو ادب کو ملحوظِ خاطر رکھیں، چل رہی ہیں تو راستے کا ادب کریں، کھانا کھاتے وقت ادب کا مظاہرہ کریں، پانی پینے کے آداب بیان کئے گئے، سونے کے آداب، اُٹھنے کے آداب، ملاقات

کے آداب، والدین کا ادب، اپنے بڑوں کا ادب، بات چیت کے آداب، اگر طالبۂ علم ہے تو اُستانی کا ادب، علم کا ادب، کتابوں کا ادب، نشست گاہ کا ادب، وہاں موجود شرکائے اہلِ علم کا ادب، گویا ہر چیز میں ادب کی تعلیم ہے، کیونکہ ادب کے ساتھ زندگی بہت ہی خوبصورت نظر آتی ہے۔ علمِ دین کی بات کو ادب و تعظیم کے ساتھ سُننے کے حوالے سے کسی دانا نے کیا خوب کہا ہے: جس نے کسی علمی بات کو ہزار بار سُننے کے بعد اس کی ایسی تعظیم نہیں کی جیسی تعظیم اس نے اس مسئلے کو پہلی مرتبہ سُنتے وقت کی تھی تو ایسا شخص علم کا اہل نہیں۔[1]

تعظیمِ علم میں کتاب کی تعظیم کرنا بھی شامل ہے، لہٰذا طالبۂ علم کو چاہئے کہ کبھی بھی بغیر طہارت کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے۔ حضرت شیخ شمس الدین حلوانی رحمۃُ اللہِ علیہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم و تکریم کرنے کے سبب حاصل کیا وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

ایک مرتبہ آپ کا پیٹ خراب ہو گیا، آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت کتابوں کی تکرار و بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے، پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو 17 بار وضو کرنا پڑا، کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔[2] سبحٰن اللہ! کیا شان تھی ہمارے اسلاف کی کہ ایسے ہی انسان فنا فی اللہ کا رتبہ نہیں پالیتا۔ کہا جاتا ہے: اَلْحُرْمَةُ خَيْرٌ مِّنَ الطَّاعَةِ یعنی ادب و احترام کرنا اطاعت کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ انسان گناہ کرنے کی وجہ سے کبھی کافر نہیں ہوتا، بلکہ اسے ہلکا سمجھنے کی وجہ سے کافر ہوتا ہے۔[3]

اُستانی کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِيْ حَرْفًا وَّاحِدًا اِنْ شَآءَ بَاعَ وَاِنْ شَآءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَآءَ اسْتَرَقَّ یعنی جس نے مجھے ایک حرف سکھایا، میں اس کا غلام ہوں، چاہے اب وہ مجھے فروخت کر دے اور چاہے تو آزاد کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔[4]

سبحان اللہ! کیا کہنے ہمارے بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہ کے! ربِّ کریم انکے فیوضات میں سے ہمیں بھی حصّہ عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النّبی الامین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

خلاصہ یہ ہوا کہ بغیر ادب کے زندگی بے ذائقہ ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی معرفتِ الٰہی اور عشقِ حقیقی حاصل کرنا چاہتا ہے تو بغیر ادب کے اس منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔ ہر معاملے میں ادب کے ساتھ زندگی گزارنے کا یہ فائدہ ہے کہ انسان ایک اچھے انسان کے رُوپ میں ڈھل جاتا ہے اور اپنے مقصدِ حقیقی کو پانے کی راہیں اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہیں۔ جبکہ بے ادب اپنے مقصد کی تلاش میں نکلے بھی تو اس کی مثال اس مسافر کی سی ہے جس کی منزل کی راہیں تاریک ہیں اور تعجب اس بات کا ہے کہ اس منزل کو روشن کرنے کے لئے اس کے پاس چراغ بھی نہیں، لہٰذا کیا خوب کہا کسی نے کہ

با ادب بانصیب بے ادب بدنصیب

ایسا انسان جس کے پاس ادب کرنے کی قوت نہیں، وہ ساری زندگی اپنا مقام کبھی بھی نہیں بنا سکتا۔ ادب کا دروازہ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں داخل ہونے کے لئے سر کو جھکانا پڑتا ہے۔ عاجزی ہی اُونچے مقام تک لے کر جاتی ہے۔ ربِّ کریم ہمیں ادب و اخلاص کی دولت عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النّبی الامین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تلاوتِ قرآن کے فضائل

بنتِ امجد سلطانیہ (ایم ایس سی معاشیات، ایم اے اردو، بی ایڈ)

تلاوتِ قرآن کے فضائل و فوائد مع تلاوتِ قرآن کا معمول کیسے بنائیں: اللہ پاک کا بڑا بابرکت کلام قرآنِ پاک اللہ پاک کے محبوب، آخری نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم پر نازل ہوا۔ اسے پڑھنا، پڑھانا، سننا سنانا ثواب کا کام ہے۔ قرآنِ پاک

روشن نور ہے۔ یہ آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ یہ بڑی عظمت والی کتاب ہے۔ اس پاک کلام کی تلاوت سے لذت و سرور ملتا ہے۔ اس کا ایک حرف پڑھنے پر 10 نیکیاں ملتی ہیں۔ چنانچہ آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے، اس کو ایک نیکی ملے گی جو اس جیسی 10 کے برابر ہو گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔[5] ❶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! تلاوتِ قرآن سے غافل نہ ہونا کیوں کہ قرآن مُردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔[6] ❷ آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اس کی صفائی کس چیز سے ہو گی؟ فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنے اور تلاوتِ قرآن سے۔[7] ❸ حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر کے بعد قرآنِ پاک کھولا اور اس کی 100 آیات تلاوت کیں اللہ پاک اسے تمام اہلِ دنیا کے عمل کی مثل بلندی عطا فرمائے گا۔[8] ❹ امیرُ المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق نماز میں کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآن کرنے سے ہر حرف کے بدلے 100 نیکیاں اور نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرنے سے 50 نیکیاں ملتی ہیں۔ نماز کے علاوہ باوضو قرآن پڑھنے سے ہر حرف کے بدلے 25 نیکیاں جبکہ (چھوئے بغیر) بے وضو پڑھنے سے 10 نیکیاں ملتی ہیں۔[9] ❺ قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ اس میں پڑھنا، دیکھنا اور ہاتھ سے چھونا عبادت ہے۔[10] اللہ پاک کی رضا کے لیے اخلاص کے ساتھ، باادب تلاوت کیجئے۔ باوضو، قبلہ رو، اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرنا مستحب ہے۔ تلاوت کے آغاز میں تعوذ پڑھنا مستحب ہے اور ابتدائے سورت میں بسمِ اللہ سنت ورنہ مستحب۔[11] ❻ دورانِ تلاوت یہ کیفیت بنائیے کہ اللہ پاک کو دیکھ رہی ہوں یا یہ کہ اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے۔ خشوع و خضوع اور غور و فکر کرتے ہوئے تلاوت کیجئے۔ بعض بزرگانِ دین رحمۃ اللہِ علیہم ایک آیت تلاوت فرماتے اور اسی پر غور و فکر کرتے رہتے حتّٰی کہ رات گزر جاتی۔[12] قرآنِ پاک کو اچھی آواز سے پڑھئے، لیکن گانے والا انداز اختیار نہ کیجئے۔ قواعدِ تجوید سے پڑھئے۔ قرآنِ پاک بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔[13] تلاوت کرتے وقت رونا یا رونے جیسی شکل بنالینا مستحب عمل ہے۔ تلاوت کے دوران رونا عارفین اور اللہ پاک کے نیک بندوں کی صفت ہے۔[14] ❼ قرآنِ پاک کی تلاوت نماز میں سب سے افضل ہے۔ دن میں فجر کے بعد کا وقت سب سے افضل، رات میں نصفِ آخر میں تلاوت کرنا نصفِ اول وقت سے افضل۔ مغرب و عشا کے درمیان تلاوت کرنا بھی افضل ہے۔[15] اوقاتِ مکروہ میں قرآنِ پاک کی تلاوت بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔[16] ❽ دعا ہے اللہ پاک ہمیں اخلاص کے ساتھ غور و فکر کرتے ہوئے تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

گفتگو کے آداب

بنتِ خدا بخش مدنیہ (معلمہ فیضانِ مدینہ العطار ٹاؤن، میرپور خاص)

زبان اللہ پاک کی ایک عظیم نعمت ہے، جس کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے گفتگو کرنے پر بھی قادر ہوتی ہیں، گفتگو ایک فن ہے، کیونکہ بسا اوقات انسان اتنی خوبصورت گفتگو کرتا ہے جس سے سامنے والے کا دل جیت لیتا ہے اور کبھی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے مخاطب کے دل کو گھائل کر دیتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَام　　　وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَان

یعنی نیزوں کے زخم بھر جاتے ہیں، زبان کے گھاؤ نہیں بھرتے۔

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم گفتگو کے آداب سیکھیں تاکہ ہر ایک سے اچھی گفتگو کرکے ان کے درمیان محبت وخلوص کی فضا قائم کرسکیں۔ احادیثِ کریمہ میں بھی جگہ بہ جگہ گفتگو کے آداب ملتے ہیں جبکہ اچھے انداز میں بات کرنا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بھی سنت ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث پیشِ خدمت ہیں:

1۔ بات کرتے ہوئے مسکرانا: حضرت اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرماتی ہیں: وہ بات کرتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھا کہ وہ گفتگو کرتے ہوئے مسکراتے رہتے تھے۔[17]

2۔ تین بار دہراتے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے تاکہ سمجھ آجائے۔[18]

3۔ جلدی نہ فرماتے: اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمہاری اس جلدی کی طرح کلام میں جلدی نہ فرماتے، لیکن ایسا واضح کلام کرتے تھے کہ جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا وہ اسے یاد کرلیتا۔[19]

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں[20]

احادیث سے حاصل ہونے والے گفتگو کے آداب: چند امور یہاں ذکر کئے جاتے ہیں، ان کے ذریعے ہم اپنی گفتگو کو بہتر بنا سکتی ہیں:

☆ گفتگو کرتے وقت خندہ پیشانی کا مظاہرہ کیا جائے۔ ☆ سکون اور اطمینان سے گفتگو کرنی چاہئے اور جلد بازی سے پرہیز کیا جائے۔ ☆ جب بھی گفتگو کریں تو ہمیشہ حق بات کہئے۔ ☆ گفتگو میں نرمی اختیار کیجئے، بے جا سختی سے بچئے۔ ☆ جب ضرورت ہو تب ہی گفتگو کیجئے، فضول و بے محل باتوں سے انسان کا وقار بھی ختم ہوتا ہے۔ ☆ کبھی بھی ایسی گفتگو نہ کی جائے جو گناہ میں ملوث ہونے کا سبب بنے، چنانچہ جھوٹ، غیبت، تہمت، گالی گلوچ، دل آزاری، طنز اور باعثِ اختلاف گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔ ☆ جس بات کے بارے میں مکمل نہ جانتی ہوں، اس بات کو آگے بیان مت کیجئے۔ ☆ مختصر اور مفید گفتگو کیجئے۔

گفتگو میٹھی کرو ہر ایک سے جھک کر ملو
دشمنوں کے واسطے بھی دلربا ہو جاؤ گی

گفتگو کی قسمیں: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو کی چار قسمیں بیان کی ہیں: 1۔ خالص نقصان دہ بات (اس سے بچنا ضروری ہے) 2۔ خالص فائدہ مند بات (یہ بھی حسبِ ضرورت اور احتیاط کے ساتھ کرے) 3۔ ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہو اور فائدہ مند بھی (اس میں نفع والی بات کی پہچان اور احتیاط ضروری ہے) 4۔ ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہو، نہ نقصان (اس سے بچنا بہتر ہے کہ وقت کا ضیاع ہے)۔[21]

ہمیں چاہئے کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹنے کیلئے وہی گفتگو کریں جو مفید ہو، لہٰذا اپنی گفتگو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اندازِ گفتگو بھی شامل کیا جائے، نرم گفتگو کرکے لوگوں میں محبت قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اللہ کرے ہمیں گفتگو کے آداب بجالاتے ہوئے صحیح بولنا آجائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) راہِ علم، ص 35 (2) تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص 48 ماخوذاً (3) تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص 43 ماخوذاً (4) تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص 43 (5) ترمذی، 4 / 417، حدیث: 2919 (6) مسند الفردوس، 5 / 368، حدیث: 8459 (7) شعب الایمان، 2 / 353، حدیث: 2014 (8) احیاء العلوم مترجم، 1 / 826 (9) احیاء العلوم مترجم، 1 / 831 ملخصاً (10) بہار شریعت، حصہ: سوم، 1 / 550 ملخصاً (11) بہار شریعت، حصہ: سوم، 1 / 550 (12) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 66 (13) بہار شریعت، حصہ: سوم، 1 / 553 ملخصاً (14) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 66 (15) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 65 ملخصاً (16) بہارِ شریعت، حصہ: سوم، 1 / 455 (17) مسند امام احمد، 8 / 172، حدیث: 21794 ملتقطاً (18) ترمذی، 5 / 366، حدیث: 3660 (19) ترمذی، 5 / 541، حدیث: 222 ملتقطا (20) حدائقِ بخشش، ص 107 (21) احیاء العلوم، 3 / 138

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے جولائی 2022 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		1491	3704	5195
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		5067	73840	78907
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	872	5053	5925
	پڑھنے والیاں	5119	61095	66214
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	1016	9488	10504
	شرکائے اجتماع	20700	286163	306863
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		7510	95499	103009
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		1996	21030	23026
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		18997	712241	731238
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		4871	64388	692598

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے جنوری 2023)

1. انبیائے کرام اور ان کی قومیں قرآن کی روشنی میں
2. رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے 5 حقوق
3. سود کی مذمت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے جنوری 2023)

1. جنتی عورت کی نشانیاں
2. خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا
3. نیو ائیر نائٹ کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2022ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

جامعۃ المدینہ گرلز

امیر اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی علم دوستی اور اِشاعتِ علمِ دین کی تڑپ کے نتیجے میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام جامعۃ المدینہ گرلز کا آغاز سن 1994ء کو کراچی (پاکستان) میں ہوا۔ دنیا بھر میں اِس وقت جامعۃ المدینہ گرلز کی 630 شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔ پاکستان، ہند، یوکے، ساؤتھ افریقہ، سی لنکا، موزمبیق اور موریشس کے مختلف جامعات المدینہ میں تقریباً 50'890 (پچاس ہزار آٹھ سو نوے) طالبات فی سبیل اللہ علمِ دین حاصل کر رہی ہیں۔ جامعات المدینہ گرلز سے اب تک 13'495 (تیرہ ہزار چار سو پچانوے) اسلامی بہنیں فارغ التحصیل ہوچکی ہیں جبکہ 4081 (چار ہزار اکیاسی) مدنی عملہ خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جامعات المدینہ گرلز میں تعلیم وتربیت کے اوقات کار کا کُل دورانیہ 5 گھنٹے ہے۔ درسِ نظامی (عالمہ کورس) کی مدت 6 سال جبکہ فیضانِ شریعت کورس کی مدت 25 ماہ ہے۔

جامعۃ المدینہ گرلز کی خصوصیات

تَخَصُّص فِی الْفِقْہ: جامعات المدینہ گرلز میں پردے کی رعایت کے ساتھ مفتیانِ کرام کی زیرِ سرپرستی جدید انداز میں تَخَصُّص فِی الْفِقْہ کی کلاسز بھی جاری ہیں۔

عصری عُلوم: الحمدللہ جامعات المدینہ گرلز میں اب دینی عُلوم کے ساتھ ساتھ عصری عُلوم کا بھی آغاز کر دیا ہے تاکہ طالبات درسِ نظامی (عالمہ کورس) کرنے کے ساتھ ساتھ F.A تک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔

مختلف کورسز کا تعارف

فیضانِ شریعت کورس: یہ 25 ماہ کا کورس ہے، جس میں تجوید و قراءت، منتخب سورتوں کا ترجمہ و تفسیر، منتخب احادیث کا ترجمہ و شرح، منتخب آیات و احادیث ترجمہ کے ساتھ حفظ، عقائدِ اسلام، فقہ، آدابِ اسلام اور سیرت کے علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

فیضانِ قرآن وسنت کورس: یہ 12 ماہ مسلسل جاری رہنے والا کورس ہے، جس میں تجوید و قراءت، اسلامی عقائد و مسائل، منتخب احادیث کا درس اور مکمل قرآنِ کریم کی تفسیر شامل ہیں۔

فیضانِ تجوید و نماز کورس: یہ بھی 12 ماہ جاری رہنے والا کورس ہے، جس میں بچیوں کو تجوید و قراءت کے ساتھ ناظرہ قرآنِ پاک، منتخب سورتیں، شش کلمات، ایمان کی صفات، نماز کی عملی مشق، منتخب اور مسنون دعائیں نیز صحیح تلفظ کے ساتھ نماز یاد کروائی و سکھائی جاتی ہیں۔

فیضانِ علم کورس: یہ 41 کلاسز پر مشتمل کورس ہے، ہفتہ وار ایک کلاس ہوتی ہے، جس میں تجوید و قراءت اور ارکانِ اسلام کے مختصر مسائل سکھائے جاتے ہیں۔ (یہ کورس مخصوص مقامات کے لئے ہے جو انگلش اور اُردو زبان میں کروایا جاتا ہے۔)

کلیۃ الشریعہ: گریجویٹ اسلامی بہنوں کیلئے ایم۔ اے مساوی چار سالہ **تین گھنٹے** پر مشتمل کورس۔

ورچوال فیضانِ شریعت: دورِ جدید کے تقاضے کے مطابق فاصلاتی "آن لائن" فیضانِ شریعت 25 ماہ کا کورس۔

فیضانِ تلاوت کورس: جامعۃ المدینہ گرلز کی عمارت میں بچیوں کو قاعدہ و ناظرہ اور دینی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدرسۃ المدینہ بالغات: جامعۃ المدینہ گرلز کی عمارت میں اسلامی بہنوں کو تجوید کے ساتھ قاعدہ اور ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔

تخصص فی الفقہ: الحمدللہ بفیضانِ امیر اہلِ سنت وعلمائے اہلِ سنت اسلامی بہنوں کے لیے سن 2022ء کراچی میں تخصص فی الفقہ کا بھی آغاز ہوگیا ہے، جس میں حضرت ابو صالح مفتی محمد قاسم عطاری دامت برکاتہم العالیہ کی زیرِ سرپرستی تخصص کا درجہ جاری ہے، جس میں کل 56 طالبات فقیہہ بن رہی ہیں۔

غیر نصابی سرگرمیاں

جامعات المدینہ گرلز میں تعلیم کے ساتھ ساتھ ایسی نصابی سرگرمیاں بھی رائج ہیں جو طالبات کے علم و عمل میں اضافے کا سبب بنتی ہیں مثلاً طالبات میں علمی صلاحیتیں بڑھانے کے لئے نصابی کتب کے درس کے علاوہ مختلف کورسز جیسے اصلاحِ اعمال، فیضان دینی کام، اِجراءُ الصرف والنحو اور تجوید و قراءت کے کورسز وغیرہ بھی کروائے جاتے ہیں تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ شعبہ جات میں اپنی خدمات سرانجام دے سکیں۔

تصنیف وتحریر: تصنیف و تحریر کی صلاحیت بڑھانے کے لئے جامعات المدینہ گرلز کی معلمات و طالبات کو "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں ہونے والے "تحریری مقابلہ" میں بھرپور حصہ لینے کا ذہن بھی دیا جاتا ہے۔

دینی سرگرمیاں: جامعات المدینہ گرلز میں معمولاتِ اہلِ سنت کے مطابق مختلف اجتماعات کا بھی سلسلہ ہوتا ہے جن میں اجتماعِ میلاد، اجتماعِ غوثیہ اور اجتماعِ معراج وغیرہ شامل ہیں۔ ان اجتماعات میں طالبات کے درمیان تلاوتِ قرآن، نعت و بیان اور ذہنی آزمائش کے مقابلے کروائے جاتے ہیں تاکہ ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہو اور یہ بہترین عالمات اور مضبوط مبلغات بن کر نیکی کی دعوت عام کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

امتحانات کا نظام: جامعات المدینہ گرلز میں تعلیم کے مطلوبہ مقاصد کے حصول میں کامیابی کا تناسب جانچنے کے لئے ششماہی و سالانہ امتحانات کا نظام بھی رائج ہے۔

امتحانی بورڈ کا قیام: حکومتِ پاکستان کی وزارتِ تعلیم فنی تربیت نے سن 2021ء میں دینی تعلیمی بورڈ بنام "کنز المدارس" کی منظوری دی ہے۔ جس کے بعد موجودہ دور کے تقاضوں کے پیشِ نظر "کنز المدارس" بورڈ کے تحت درسِ نظامی (عالمہ کورس) کے نصاب کو از سرِ نو مرتب کر کے اسے دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931